# خضرؑ کے بارے حقائق وخرافات ! | 1

By clicking this logo on the top row of each page, will bring you back to page9

یوں تو برِ صغیر میں بہت سے مزار۔ مقبرے اور آستانے ملتے ہیں۔ پاکستان میں سکھر سندھ کا تیسرا بڑا شہر ہے۔ سکھر کا قدیمی نام ارور ہے اور اسے بعض مقامات پر بکھر کہا جاتا ہے۔ سکھر کا ایک نام سکھارو بھی ملتا ہے سندھی میں جس کے معنی "اعلیٰ" کے ہیں۔1930 میں برطانوی حکومت نے سکھر کے مقام پر ایک نہایت شاندار پُل تعمیر کیا جو آج بھی یادگار ہے۔ ہندووں کے لئے بھی مذہبی اعتبار سے شیو مندر اور سادھو بیلہ خاص اہمیت رکھتے ہیں۔ روہڑی کے مخالف سمت دریائے سندھ میں ایک چھوٹا جزیرہ ہے جو تقریباً آدھا ایکڑ رقبہ پر زمین پانی سے اوپر ابھرا ہوا ہے۔ یہ دریائے سندھ کے عین وسط میں ہے۔ جہاں حضرت خضر علیہ السلام سے منسوب ایک آستانہ ہے جسے مسلمان خواجہ خضر کا آستانہ اور ہندو زندہ پیر کا آستانہ کہتے ہیں۔ اپریل کے مہینے میں اس جگہ بہت سے کمزور کچے مسلمان اور ہندو اس کی زیارت کو آتے ہیں۔

اس آستانے کا قیام 341 ھجری یا 952ء عیسوی میں عمل میں لایا گیا۔ یہی وہ زمانہ تھا جب دشمنانِ اسلام کی طرف سے جھوٹی اور من گھڑت روایات کو اسلام سے جوڑے جانے کا کام عروج پر تھا۔ اور محدثین کرامؒ خالص کے حصول کی تگ ودو میں مصروف تھے۔

یہاں کوئی قبر نہیں ہے۔ صرف ایک نشان اور آستانہ ہے اور جھنڈے لگے ہوئے ہیں اس مقام پر درختوں میں عمارت بنائی ہے ساتھ نماز کے لئے جگہ ہے۔ جبکہ تھوڑے فاصلے پر ہندووں کے لئے

اشنان یا نہانے کی جگہ مختص ہے۔ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں بہت سی جھوٹی کہانیاں مشہور ہیں جن میں سے ایک درج ذیل ہے۔ کہ

ذوالقرنین نے علماء اور حکماء سے پوچھا کہ تم نے کسی کتاب میں دیکھا ہے کہ کوئی ایسا نسخہ جس کے استعمال سے عمر اتنی لمبی ہو جائے کہ آدمی تصور بھی نہ کر سکے یا ایسا نسخہ جس کے استعمال سے آدمی کو موت نہ آئے ان میں سے ایک حکیم نے عرض کیا کہ حضور میں نے ایک قدیم کتاب۔ وصیت نامہ آدم۔ میں لکھا ہوا دیکھا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ایک چشمہ آب حیات کوہ قاف میں پیدا کیا ہے۔ اس کا پانی دودھ سے زیادہ سفید اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور شہد سے زیادہ میٹھا۔ مکھن سے نرم اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے۔ جو اس کو پیئے گا اس کو موت نہ آئے گی اور قیامت تک زندہ رہے گا۔ اس پانی کا نام آب حیات ہے یہ سن کر ذوالقرنین کے شوق میں اضافہ ہوا۔ انہوں نے علماء سے کہا کہ آپ بھی ہمارے ساتھ چلیں اور پوچھا ذرا یہ تو بتائیں کہ سواری کے لئے سب سے اچھا چست و چالاک جانور کون سا ہوتا ہے۔ وہ بولے ایسی اچھی نسل کی گھوڑی جس نے بچہ نہ جنا ہو۔ چنانچہ ذوالقرنین نے ایک ہزار گھوڑیاں منگوائیں اور حضرت خضر علیہ السلام کو رہبر بنایا۔

پھر علماء و حکماء سے پوچھا کہ وہ وہاں پہنچنے کے بعد اگر اس جگہ جیسا کہ علماء نے بتایا تھا اندھیرا ہوا تو کیا کریں گے۔ حکماء اور علماء نے کہا کہ ایسا کریں کہ شاہی خزانے سے لعل و گوہر لے لیں اگر اندھیرا ہوا تو اس کی روشنی میں آگے بڑھیں گے۔ غرض ایک قیمتی لعل جو اندھیرے میں روشن ہو جاتا تھا۔ ساتھ لے لیا گیا جسے حضرت خضر علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ تخت و تاج اور سلطنت ملازموں میں سے ایک عقلمند



https://quranexcel.com

اور دانا ملازم کو سپرد کر کے بارہ سال کے وعدے پر اس سے رخصت ہوئے۔ جب کوہ قاف پہنچے تو راستہ بھول کر اس جگہ ایک سال تک پریشان و سرگرداں رہے اور اسی اثناء میں حضرت خضر علیہ السلام لشکر سے جدا ہو کر اندھیرے علاقے میں جہاں سورج کی روشنی بھی نہیں پہنچتی تھی بھٹک گئے۔ پھر خیال آیا تو اس لعل کو جیب سے نکال کر زمین پر رکھ دیا اس کی روشنی سے اندھیر دور ہو گیا اور اللہ تعالیٰ کی کرم نوازی سے چشمہ آب حیات ان کو نظر آ گیا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے وضو کر کے آب حیات پی لیا اور خدا کا شکر بجا لائے۔ چنانچہ حضرت خضر علیہ السلام کی عمر دراز ہوئی پھر وہاں سے نکل آئے تو ایک اور اندھیری جگہ آئی تو دوبارہ اس لعل کو زمین پر رکھا جس سے اندھیرا دور ہو گیا جو لشکر کے لوگ اندھیرے میں تھے تمام حضرت خضر علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئے۔ اس سفر میں ناکامی کے بعد ذوالقرنین نے تما م لشکر کو اپنے پاس سے رخصت کیا۔ ذوالقرنین وہیں رہ گئے اور عبادت میں مشغول ہو گئے۔ چند دنوں کے بعد انتقال کیا اور وہیں مدفون ہوئے۔

اس واقعے کے مطابق حضرت خضر علیہ السلام کو ہمیشہ کی زندگی عطا ہو گئی۔ وہ اس کے بعد ہمیشہ زندہ رہیں گے یعنی قیامت تک۔ لیکن تاریخ یا احادیث میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا جس سے یہ ثابت ہو کہ آپ کے ساتھ ذوالقرنین کے بعد سے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے واقعے تک (جس کا ذکر قرآن مجید میں ہے) کیا بیتی یا آپ کیا کرتے رہے۔ ان کے بارے مشہور ہے کہ زندہ ہیں۔ اور دنیا بھر میں پانیوں کے تمام سلسلوں پر حکمران ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام سفر کرنے والوں کو راستہ دکھانے پر بھی معمور ہیں۔

قصص الانبیاء

الطاف حسین حالی نے اپنی نظم میں کیا خوب برِ صغیر کے مسلمان کی عکاسی کی ہے۔کاش کوئی سمجھے !

کرے غیر گر بت کی پوجا تو کافر ۔ جو ٹھہرائے بیٹا خدا کا تو کافر
جھکے آگ پر بہرِ سجدہ تو کافر ۔ کواکب میں مانے کرشمہ تو کافر
مگر مومنوں پر کشادہ ہیں راہیں ۔ پرستش کریں شوق سے جس کی چاہیں
نبی کو جو چاہیں خدا کر دکھائیں ۔ اماموں کا رتبہ نبی سے بڑھائیں
مزاروں پہ دن رات نذریں چڑھائیں ۔ شہیدوں سے جا جا کے مانگیں دعائیں
نہ توحید میں کچھ خلل اس سے آئے ۔ نہ اسلام بگڑے نہ ایمان جائے
وہ دین جس سے توحید پھیلی جہاں میں ۔ ہوا جلوہ گر حق زمین و زماں میں
رہا شرک باقی نہ وہم و گماں میں ۔ وہ بدلہ گیا آکے ہندوستاں میں
ہمیشہ سے اسلام تھا جس پہ نازاں ۔ وہ دولت بھی کھو بیٹھے آخر مسلماں

# خضرؑ کے بارے حقائق و خرافات ! | 5

**تیّر لدھیانوی ایک ہندو شاعر ہے۔اس نے بھی کیا ہی اچھے طریقے مسلمانوں کی ایمانی غیرت کو جگانے کی کوشش کی ہے۔**

ایک ہی پربھو کی پوجا ہم اگر کرتے نہیں ۔ ایک ہی در پر مگر سر آپ بھی دھرتے نہیں

اپنی سجدہ گاہ دیوی کا اگر استھان ہے ۔ آپ کے سجدوں کا مرکز بھی قبر جو بے جان ہے

اپنے معبودوں کی گنتی ہم اگر رکھتے نہیں ۔ آپ کے مشکل کشاؤں کو بھی تو گن سکتے نہیں

جتنے کنکر اتنے شنکر۔یہ اگر مشہور ہے ۔ ساری درگاہوں پہ سجدے آپ کا دستور ہے

اپنے دیوی دیوتاؤں کو اگر ہے اختیار ۔ آپ کے ولیوں کی طاقت کا بھی نہیں حد و شمار

وقتِ مشکل ہے اگر نعرہ مرا بجرنگ بلی ۔ آپ بھی وقتِ ضرورت نعرہ زن ہیں یا علی

لیتا ہے اوتار پربھو جبکہ اپنے دیس میں ۔ آپ کہتے ہیں۔خدا ہے مصطفٰے کے بھیس میں

جس طرح ہم ہیں بجاتے مندروں میں گھنٹیاں ۔ تربتوں پر آپ کو دیکھا بجاتے تالیاں

ہم بھجن کرتے ہیں گا کر دیوتا کی خوبیاں ۔ آپ بھی قبروں پہ گاتے جھوم کر قوّالیاں

ہم چڑھاتے ہیں بتوں پر دودھ یا پانی کی دھار ۔ آپ کو دیکھا چڑھاتے مرغ۔چادر شاندار

بت کی پوجا ہم کریں۔ہم کو ملے نارِ سقر ۔ آپ پوجیں قبر تو کیونکر ملے جنّت میں گھر؟

آپ مشرک۔ہم بھی مشرک معاملہ تو صاف ہے ۔ جنّتی تم۔دوزخی ہم۔یہ کوئی انصاف ہے

مورتی پتّھر کی پوجیں اگر ہم !۔تو بد نام ہیں ۔ آپ۔سنگِ نقشِ پا۔کو پوجیں تو نیک نام ہیں

# خضرؑ کے بارے حقائق وخرافات ! | 6

کتنا ملتا جلتا اپنا آپ سے ایمان ہے ۔ آپ کہتے ہیں مگر ہم کو۔ کہ بے ایمان ہے
شرکیہ اعمال سے گر غیر مسلم ہم ہوئے ۔ پھر وہی اعمال کرکے آپ مسلم کیونکر ہوئے ؟
ہم بھی جنّت میں رہیں گے تم اگر ہو جنّتی ۔ ورنہ دوزخ میں ہمارے ساتھ ہوں گے آپ بھی
ہے یہ تیّر کی صدا سن لے مسلماں غور سے ۔ اب نہ کہنا دوزخی ہم کو کسی بھی طور سے

علماء کرام اور محدثین کی جماعت نے مسئلہ خضرؑ پر کئی طرح سے روشنی ڈالی ہے۔اس کو پڑھنے پڑھانے سے پہلے یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے میں۔ان کو فرشتہ۔ جن۔ نبی۔ ولی کہنا۔ یا پھر ان کی موت وحیات کے بارے میں بات کرنا۔یہ کوئی ایسا اعتقادی یا یقین رکھنے والا مسئلہ نہیں ہے۔جو فرائض وواجبات میں شامل ہو۔صرف ایک رائے کی حیثیت رکھتا ہے۔قرآن وحدیث میں بھی اس کے متعلق کوئی صراحت سے وضاحت نہیں ملتی۔قرآن میں ان کے نام تک کا ذکر نہیں ہے۔صرف انہیں عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ کہا گیا ہے۔جس کا مطلب ہے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ءَاتَيْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿65﴾

سورۃ الکہف آیت 65

# خضرؑ کے بارے حقائق وخرافات ! | 7

پھر (وہاں) ان دونوں نے **ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ** (خضر) پایا۔ جسے ہم نے اپنی خصوصی رحمت سے نوازا تھا اور اس کو اپنے پاس سے (خاص) علم بھی عطا کیا تھا۔

---

جبکہ بندوں میں انسان۔ جن اور فرشتے سبھی شامل ہیں۔ کیونکہ اللہ جل شانہ کی بندگی انسان بھی۔ جن بھی اور فرشتے بھی کرتے ہیں۔ انسانوں اور جنوں کی بندگی تو درج ذیل آیت سے واضح ہو جاتی ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ **إِلَّا لِيَعْبُدُونِ** ﴿56﴾ مَآ أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَآ أُرِيدُ أَن
يُطْعِمُونِ ﴿57﴾ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ ﴿58﴾

سورۃ الذاریات آیت ۵۶ تا ۵۸

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے **کہ میری عبادت کریں**۔ میں ان سے روزی کا طالب نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھلائیں۔ بیشک **اللہ** ہی تو رزق دینے والا بے پناہ قوت والا نہایت مضبوط ہے۔

---

فرشتے بھی اللہ کے بندوں میں ہی شامل ہیں۔ ان کی بندگی پر درج ذیل آیت ملاحظہ کریں۔

إِنَّ ٱلَّذِينَ عِندَ رَبِّكَ لَا يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِهِۦ وَيُسَبِّحُونَهُۥ وَلَهُۥ يَسْجُدُونَ

۩﴿206﴾24ع

سورۃالأعراف آیت 206 آیتِ السجدۃ

بیشک جو (فرشتے) تیرے رب کے پاس ہیں وہ اس کی بندگی سے ذرا بھی تکبر نہیں کرتے۔اور (ہر لحہ) اسی کی تسبیح (یعنی شانِ ربِ البَدِیع کے اوصاف و کلمات) بیان کرتے رہتے ہیں۔اور اسی کے آگے سجدے کرتے ہیں۔

---

اس سے یہ تو ثابت ہو جاتا ہے۔کہ ان کے شمار کا احتمال تینوں میں سے کسی میں بھی ہو سکتا ہے۔

جب اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے نہیں بتانا چاہا تو نہیں بتایا کہ وہ اس کے بندوں میں سے کون سا بندہ تھے تو پھر اس بحث و مباحثے میں ہی نہیں پڑنا چاہیئے۔

اور نہ ہی کسی ایک جانب کا یقین رکھنا ہمارے لیے ضروری ہے۔اور جو کچھ جرح و بحث اب تک ہوتی رہی ہے۔نہ ہی اس سے بھی اس پر کوئی حتمی رائے قائم کی جا سکتی ہے۔یوں تو

رائے کچھ بھی ہو۔جس بات کا خیال رکھنا سب سے زیادہ ضروری ہے وہ یہ ہے کہ کہیں ہم کسی اولوالعزم ہستی کی شان میں گستاخی کے مرتکب تو نہیں ہو رہے۔



https://quranexcel.com

بعض لوگ چونکہ اس بارے بڑے یقین اور وثوق سے بات کر رہے ہوتے ہیں۔اور پھر ان پر رائے تو دور کی بات ہے بالکل کامل اعتقاد رکھتے ہوئے کچھ ایسی نامعقول باتیں بھی کہہ دیتے ہیں جو کہ کسی طرح بھی قابلِ قبول نہیں ہیں۔ جن کا ذکر آگے اپنے اپنے مقام پر گستاخی کے زمرے میں آئے گا۔اس وجہ سے حقائق وخرافات کو سمجھنا ہر ایک کے لئے بہتر ہے۔ تاکہ غلط فہمیوں کا ازالہ ہو سکے۔اس کے لئے ذیلی مواد حاضرِ خدمت ہے۔

## حضرت خضر علیہ السلام کے متعلق بہت سے اختلافات ہیں۔

پہلا اختلاف یہ ہے کہ اگر وہ انسان ہیں تو پھر نبی ہیں یا ولی ہیں۔

دوسرا اہم اختلاف یہ ہے کہ وہ زندہ ہیں یا وفات پا گئے ہیں۔

تیسرا اختلاف یہ ہے کہ وہ انسان ہیں یا فرشتوں میں سے ہیں۔

ان سب کے بارے جو دلائل دیئے گئے ہیں اور ان پر جو مختلف طرح سے بحث وجرح کی گئی ہے۔وہ درج ذیل ہے۔

پہلے اور دوسرے اختلاف پر جو دلائل ہیں۔وہ رسالہ

## الخضرواثاره بين الحقيقة والخرافة

میں مذکور ہیں۔ حضرت خضر علیہ السلام کے بارے حقائق اور عام مشہور خرافات کا تذکرہ کچھ اس انداز میں کیا گیا ہے کہ بات پوری طرح سمجھ میں آجائے۔اس لئے سوچا کہ اس کو کچھ عام فہم الفاظ میں ڈھال کر اپنی ویب سائٹ پر ڈال دوں تاکہ لوگ مستفید ہو سکیں۔ کسی جگہ تو بدلنا اس لئے ضروری ہو گیا تھا کہ ہجوں کی غلطیاں صاف نظر آرہی تھیں۔ کسی کسی جگہ جملوں کو اس طرح بدلا ہے کہ بات سمجھنا بالکل آسان ہو جائے۔اور کسی جگہ جملہ مزید واضح کرنے کے لئے ایسا کیا گیا۔اور رنگین قرآنی آیات کا امتزاج بھی ڈالا جو اسے مزید دلکش بنا دیتا ہے۔جس کے لئے میں اس کے مترجم

**محمد سلیم ریشی المدنی اور ان کی ذرّیت یا ان کے معاونین**

سے معافی کا خواستگار ہوں۔اس رسالے کے مؤلف۔ مترجم اور جس کسی نے بھی اس نیک کام میں اپنا حصہ ڈالا ہے۔اللہ جل شانہ اسے لازمی اجرِ عظیم عطا فرمائیں گے۔

محمد ارشد نسیم

This is only for the sake of Allah(SWT). May Almighty ALLAH Accept this effort from me. Please pray for me and for my parents, in case if you find any mistake, contact by mail address. I will correct it as early as possible

**Prepared by:-** Muhammad Arshad Naseem
arshedmn@gmail.com

دعاؤں کا متمنی:۔ محمد ارشد نسیم

اس رسالے کا آغاز درج ذیل آیت سے ہوتا ہے۔

# خضرؑ کے بارے حقائق وخرافات ! | 11

وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿56﴾ مَآ أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَآ أُرِيدُ أَن
يُطْعِمُونِ ﴿57﴾ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ ﴿58﴾

سورۃ الذاریات آیت ۵۶ تا ۵۸

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے **کہ میری عبادت کریں**۔ میں ان سے روزی کا طالب نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھلائیں۔ بیشک **اللہ** ہی تو رزق دینے والا بے پناہ قوت والا نہایت مضبوط ہے۔

---

جب صرف ایک خالق کائنات کی عبادت کرنا جن وانس کی تخلیق کا اصل مقصد ٹھہرا تو بنی آدم پر فطری طور واجب ہو جاتا ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کو اپنا خالق ومالک مانے اور اس کے آگے سر تسلیم خم کر دے اور اسی کے احکامات کی پیروی کرے اسی کو نافع وضار سمجھ کر اسی سے تمام حاجات طلب کرے۔

اگرچہ بنی آدم فطرت کے مطابق اللہ تعالیٰ ہی کو خالق ومالک جان کر اس کی عبادت کرتا تھا اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا تھا لیکن وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اس کا ازلی دشمن شیطان شرک کے مختلف دروازے کھول کر بنی آدم کو خالق حقیقی سے دور کرنے میں کامیاب ہو گیا اور محبت کے نام پر نبیوں۔ ولیوں۔ صالحین اور بزرگوں وغیرہ کی قبروں پر بڑے بڑے گنبد تعمیر کرنے کی ترغیب دے کر


https://quranexcel.com

اس کے پاس ہی عبادات انجام دینے۔ حاجات مانگنے۔ نذر و نیاز پیش کرنے اور جانوروں کو وسیلہ اور تقرب کے نام پر ذبح کرنا ان کے لئے نئے عمل کو سجایا اور اس کو آہستہ آہستہ ان ہی اصحابِ قبور کو نافع وضار ہونے کا تصور دیکر ان ہی کی عبادت کرنے اور مذکورہ اعمال ان کے لئے ہی انجام دینے پر ان کو مجبور کر کے شرک وضلالت کی طرف ان کو گھسیٹا۔

اس موضوع پر علماء حق نے کافی کتابیں تصنیف کی ہیں۔

## ‘‘ الخضرواثاره بين الحقيقة والخرافة ’’

نام کی کتاب بھی اسی کی ایک کڑی ہے اور مصنف نے اس میں واضح کیا ہے کہ کس طرح خضر علیہ السلام کے نام پر لوگوں کو شرک وبدعات اور دیگر خرافات وتوہمات میں دھکیل دیا گیا ہیں اور کس طرح لوگوں نے ان کی طرف جھوٹے قصے کہانیاں تیار کی ہے اور بناوٹی کرامات ان کی طرف منسوب کئے ہیں۔ اس کتاب کی اہمیت کو مد نظر رکھتے ہوئے اور غیر عرب لوگوں کے اس کتاب سے استفادہ کی غرض سے عربی ادب اور نحو وصرف میں کافی مہارت رکھنے والے جناب محترم الاستاذ محمد سلیم المدنی حفظہ اللہ نے اس کا اردو ترجمہ سلیس اور آسان الفاظ کے ساتھ کیا ہیں اور امت مسلمہ کے تئیں اپنی ایک اچھی خدمت انجام دی ہے۔


https://quranexcel.com

اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا ہوں کہ وہ محمد سلیم المدنی حفظہ اللہ کی ان کاوشوں کو قبول فرما کر اجر عظیم سے نوازے اور لوگوں کو اس کتاب سے زیادہ سے زیادہ استفادہ کرنے کی توفیق عطا کرے۔ آمین !

| | |
|---|---|
| الخضر واثارہ بین الحقیقۃ والخرافۃ۔ | تالیف۔ احمد بن عبدالعزیز الحصین |
| ترجمہ۔ محمد سلیم ریشی المدنی۔ | ناشر۔ مکتبہ دارالسلام سرینگر کشمیر |

## عناوین


۱۔ عرض ناشر

۲۔ تمہید مختصر

۳۔ مقدمہ

۴۔ مقصد تخلیق اور رسولوں کی دعوت

۵۔ قرآن میں خضر علیہ السلام کا قصہ

۶۔ سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی خضر

۷۔ خضر علیہ السلام کے کچھ دوسرے نام

۸۔ کیا خضر علیہ السلام نبی ہیں

۹۔ منکرین نبوت خضر علیہ السلام کے دلائل

۱۰۔ مقرین نبوت خضر علیہ السلام کے دلائل

۱۱۔ زیارت قبور

۱۲۔ خضر علیہ السلام کے آثار کی طرف منسوب شعبدے

۱۳۔ خضر علیہ السلام کے گمان کردہ آثار کی زیارت کرنیوالوں میں سے چند کے ساتھ گفتگو

۱۴۔ اللہ تعالی کے انبیاء صرف اللہ کو ہی پکارتے تھے

۱۵۔ خضر علیہ السلام کے متعلق جھوٹی احادیث

۱۷۔ ۱۶۔ خضر علیہ السلام اور جبرائیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام و اسرافیل علیہ السلام کی آپسی ملاقات

حضرت علیؓ کی ان سے ملاقات کا بیان

۱۸۔ عمر بن عبدالعزیز کی ان سے ملاقات

## عرض ناشر

قرآن وسنت کی دعوت کو مسخ کرنے کے لئے بہت سی سازشیں کی گئیں ان میں سے ایک خطرناک سازش تصوف کی ایجاد اور ترویج بھی ہیں جس کے ذریعے سے قرآن وسنت کی اصل دعوت کو غلط مفہوم میں تبدیل کردیا گیا بقول مولانا مسعود عالم ندوی تصوف افیوم اور گورکھ دھندہ کو پھیلانے کے لئے بہت سے ذرائع ہیں اور ان میں سے ایک ذریعہ خضر علیہ السلام کی داستان حیات ہے جس کو شہرت دے کر

امت کو کتاب وسنت کی دعوت سے باز رکھنا مقصود ہے۔اس جھوٹی کہانی کے ذریعہ امت کو قرآن وسنت کی تعلیم سے ہٹادیا گیااور منہج صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین سے دور کردیا گیا۔

میرے مشفق استاد محترم محمد سلیم المدنی نے۔الخضر۔کتاب کاترجمہ کرکے عوام میں پھیلی اس گمراہی کے سدباب کے لئے ایک نئ تحقیقی کوشش کی ہے۔اللہ تعالی سے دعاہے کہ ہمارے استاداور تمام علماء کرام سے زیادہ سے زیادہ دین کاکام لے اوراس سے شرف قبولیت عطافرمائے آمین !

محمد حنیف وانی مکتبہ دارالسلام سرینگر کشمیر۔

الحمدالله رب العالمين والصلاته والسلام على اشرف الانبياء والمرسلين
نبينا محمد وعلى آله وصحبه اجمعين و بعد

رسالہ۔الخضرواثارہ بين الحقيقة والخرافة ۔تالیف احمد بن عبدالعزیزالحصین کے مترجمہ الاستاذ محمد سلیم ریشی نے آج ماضی کے اوراپنے بچپن کے وہ ایام یاد دلادئے جب میں کسی شخص کو سلام کرتا تھااور مصافحہ کے لئے ہاتھ آگے بڑھاتا تھاتو وہ شخص سختی کے ساتھ میرے ہاتھ کو بھینچ دیا تا تھااور خاص کرانگوٹھے کی ہڈی توکئی دفعہ ٹوٹتے ٹوٹتے بچی۔

میرے استفسار پرجواب ملتا تھاکہ حضرت خضر کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھے کی ہڈی نہیں ہے ہمیں انہیں کی تلاش ہے۔

اس کے بعد میں سلام کرتے وقت ہی کہہ دیتا تھا کہ میں خضر علیہ السلام نہیں ہوں تاکہ میرے ہڈیوں کی درگت نہ بنے۔

پیروں۔ فقیروں۔ مجذوبوں سے برسوں سنتے چلے آرہے تھے کہ حضرت خضرؑ زندہ ہیں۔ وہ ولی کامل ہیں۔ وہ ہر مسلمان کو زندگی میں کم از کم ایک دفعہ ضرور ملتے ہیں۔

میں اسی پریشانی میں مبتلا تھا کہ اللہ سبحان وتعالی نے شرعی علوم پڑھنے کا موقعہ نصیب فرمایا۔ اور جب یہ موقعہ ملا تو رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان پڑھنے کو ملا کہ ابن عمرؓ روایت کرتے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم نے نماز عشاء پڑھنے کے بعد ارشاد فرمایا۔

سنة لایبقی ممن هو علی وجه الارض الیوم ۔ قال ابن عمر ؓ فوهل الناس من مقالة رسول الله صلی الله وسلم هذا اراو انحذام قرنه ۔۔

ترجمہ ! کیا تم آج کی رات کو دیکھ رہے ہو ؟ آج کے دن جو زمین کے اوپر جی رہا ہے سو سال تک ان میں سے کوئی باقی نہ رہے گا ابن عمرؓ فرماتے ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ وسلم کی اس بات سے لوگ گھبرا گئے جس کا واضح مطلب یہ تھا کہ اس سے آپ کی صدی کے خاتمہ کا اعلان تھا !

( صحیح بخاری۔ کتاب المواقیت ۲۔۸۸ حدیث نمبر ۶۱۰۔۔ صحیح مسلم ۱۲۔۹۰ )

جابر ابن عبداللہؓ کی حدیث بھی صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ میں اسی معنی میں ہے کہ سو سال بعد کوئی ذی روح دنیا میں موجود نہیں رہے گی جو آج کے دن زندہ ہے۔

ابن الجوزی رحمہ اللہنے مذکورہ بالا احادیث کے پس منظر میں تحریر کیا ہے کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ حیات خضر علیہ سلام کے دعوے کا پول کھل جاتا ہے۔امام بخاری رحمہ اللہ نے بھی خضر علیہ سلام کی زندگی سے متعلق سوال پر تعجب کا اظہار فرمایا

(دیکھئے المنار المنیف۔ص ٦٨)۔

تو ان بیانات سے میرے دل کو تشفی ہوئی کہ خضر علیہ سلام اس دنیا میں نہیں ہیں۔اور اگر ہوتے تو اس آیت قرآنی کے تحت نبی ﷺ سے ضرور ملتے۔

وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ ۚ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِى ۖ قَالُوٓا۟ أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَٱشْهَدُوا۟ وَأَنَا۠ مَعَكُم مِّنَ ٱلشَّٰهِدِينَ ﴿81﴾

سورۃ آل عمران آیت 81

اور جب اللہ نے سارے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو بھی تمہیں کتاب و حکمت عطا کی ہے پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہارے پاس موجود شے کی تصدیق کرتا ہو۔ تو تمہیں لازمی اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ ارشاد ہوا کہ کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا ذمہ لیتے ہو؟۔ سب کہنے لگے ہاں !۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ ارشادِ باری ہوا کہ اچھا تو گواہ رہو اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

---

آل عمران آیت ۸۱ کے مطابق خضر علیہ سلام کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونا ضروری تھا جو وہ نہ کرسکے تو پتہ چلا کہ وہ زندہ ہی نہیں تھے حاضر کیا ہوتے ! کسی صحابیؓ سے بھی ان کی ملاقات کا کوئی صحیح واقعہ مروی نہیں ہیں۔ جس کا واضع مطلب یہ ہے کہ یہ شکم پرست اور ملّا قسم کے لوگوں کی کارستانی ہے کہ وہ لوگوں کو اس طرح کی داستانیں سنا کر اپنے مریدوں کا حلقہ بڑھانے کے چکر میں رہتے ہیں۔

عوام میں پھیلے ہوئے اس طرح کے گمراہ کن عقائد سے خبردار کرنے اور عقیدہ کی اصلاح کی خاطر خضر علیہ سلام پر تحقیقی مضمون کے لکھنے کی ضرورت عرصہ سے محسوس کرتا رہا۔ حالانکہ عربی میں میں نے ایک تحریر بھی اس موضوع پر ترتیب دی ہے مگر اردو دان حلقہ میں اس کی ضرورت شدت سے محسوس ہو رہی تھی۔

مگر آج استاذ مکرم۔ محمد سلیم ریشی حفظہ اللہ کا ترجمہ کردہ رسالہ نظر سے گزرا جس میں اس ضرورت کو پوری کرنے کی کوشش کی۔ یہ ترجمہ سادہ شستہ۔ سلیس اور عام فہم زبان میں ہے اور ہر کس و ناکس کے سمجھ میں آسکتا ہے جناب خضر کے تعلق سے عوام میں پھیلی بہت سی غلط فہمیوں کا ازالہ اس تحریر سے ہو سکتا ہے۔ان شاء اللہ

میں فاضل مترجم کو اس بہترین کاوش پر مبارک باد پیش کرتا ہوں اور ان کے لئے مزید توفیق کی دعا کرتا ہوں اللہ کرے کہ اس کتاب کا مقصد پورا ہو جائے اور اصلاح عقائد کی کوشش بار آور ثابت ہو۔

وصلی اللہ وسلم وبارک علی نبیینا محمد وعلی آلہ وصحبہ اجمعین

والحمداللہ رب العالمین

ڈاکٹر عبداللطیف الکندی المدنی

## مقدمہ

بسم اللہ الرحمان الرحیم

الحمداللہ رب العالمین والصلاتہ والسلام علی نبیینا محمد وعلی آلہ وصحبہ ومن دعابدعوتہ الی یومالدین۔ اما بعد

اس امت کے سلف صالحین کے فہم وادراک کو تمام حالات و معاملات کے سلسلے میں لوگوں کے درمیان پھیلانا اور عام کرنا کتنا ضروری ہے !۔اور ان کے ماضی کو ہمارے موجودہ دور میں دوبارہ زندہ کرنے کی بھی کتنی اشد ضرورت ہے تاکہ حق کھل کر ہماری زندگی۔ عبادات۔ دعوت۔ نشوونما۔ ثقافت۔ کردار۔ اور عمل وجہاد کے طور پر سامنے آجائے۔اور جو شخص محاجرین وانصار میں سابقین اولین کی سیرتوں کی جانچ کرلے وہ اسلام کے غلبے اور پوری دنیا میں اس کے پھیلاؤ کے بھید کو پا سکتا ہے اور جب کوئی شخص عالم سلام کے اطراف واکناف میں آج کل اکثر مسلمانوں کے چال وچلن کو دیکھے تو وہ اسلام سمٹ جانے اور مسلمانوں کی پستی کے راز کو بھی بھانپ سکتا ہے۔میں یہ کہہ تو رہا ہوں مگر درد والم میرے دل کو ایسی باتوں سے رستے گھاؤ دے رہا ہے جن کا میں نے بعض عربی اور اسلامی ممالک میں مشاہدہ کیا ہے جہاں بدعات وخرافات پھیلے ہوئے ہیں وہیں قبروں اور مزاروں پر.بڑے بڑے قبے اور سبز جھنڈے ہیں جن سے خدمت گزار عوام اور نادان لوگوں کو یہ سمجھاتے ہیں کہ یہ ایسے.بزرگوں کی قبریں ہیں جو نفع و نقصان کے مالک ہے اور کائنات میں ردوبدل کی قدرت رکھتے ہیں۔اور جس چیز سے میری دہشت اور زیادہ.بڑھتی ہے وہ یہ ہے کہ وہاں پر کچھ ایسی نشانیاں رکھی ہوئی ہے جن کو وہ خضر علیہ سللام کی طرف منسوب کرتے ہے۔ عورتیں ان کو چھو کر قرب حاصل کرتی ہیں اور لوگ قربانی کے جانوروں کے ذریعے ان کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور ان کی مٹی سے.برکت حاصل کرتے ہیں۔اور پھر اس سب کے باوجود

مسلمان ہونے کا دعویٰ بھی کرتے ہیں اور خود کو اہل سنت والجماعت میں شمار کرتے ہیں۔اور جب اس معاملے کا خطرہ اور نقصان بڑھتے دیکھا تو میں نے ان خرافات کے بیان کرنے اور ان کے باطل ہونے کے بارے میں یہ کتاب تحریر کی جن کا عام لوگ اعتقاد رکھتے ہیں خصوصا خضر علیہ السلام کے آثاروں کے سلسلے میں۔

عظیم صفات اور برتر قدرت والے مولیٰ سے اس بات کی امید کرتا ہوں کہ وہ اس کو قبول فرمائے اور اس کے ذریعے عام لوگوں کو فائدہ پہنچائے بے شک وہ سننے والا اور قبول کرنے والا ہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ ہمارے نبی ﷺ پر ان کی آل پر اور ان سب صحابہ رضوان اللہ علیہم پر درود وسلام بھیجے اور رحمت وبرکت نازل فرمائے۔

مولف احمد بن عبدالعزیز الحصین

## مقصد تخلیق اور رسولوں کی دعوت

اللہ تبارک وتعالی نے ہمیں اس اہم حقیقت سے باخبر کیا جس کو ایسی بنیاد مانا جاتا ہے جس پر ہمارا وجود قائم ہے اور جس کی ہر انسان کی فطرت آواز دے رہی ہے اور جس کی اس کائنات کا ہر ذرّہ بزبان حال تصدیق کرتا ہے۔اللہ تعالی فرماتا ہے۔

وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿56﴾ مَآ أُرِيدُ مِنْهُم مِّن رِّزْقٍ وَمَآ أُرِيدُ أَن يُطْعِمُونِ ﴿57﴾ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلرَّزَّاقُ ذُو ٱلْقُوَّةِ ٱلْمَتِينُ ﴿58﴾

سورۃ الذاریات آیت ۵۶ تا ۵۸

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔ میں ان سے روزی کا طالب نہیں اور نہ یہ چاہتا ہوں کہ مجھے کھلائیں۔ بیشک اللہ ہی تو رزق دینے والا بے پناہ قوت والا نہایت مضبوط ہے۔

---

اس کائنات پر غور و فقر کرنے والا شخص دیکھ سکتا ہے کہ اس میں رہتے ہوئے ہر چیز کسی نہ کسی طرح دوسرے کے لئے اپنے کام انجام دے رہی ہوتی ہے۔ جیسا کہ

پانی زمین کی نباتات کے لئے۔

نباتات حیوانوں کے لئے اور

حیوان انسانوں کے لئے۔

تو پھر انسان کس کے لئے ؟۔

تو صاف اور سیدھا جواب یہ ہے کہ انسان اللہ عزوجل کو پہچاننے کے لئے۔ اسکی بندگی کے لئے۔ اس واحد و یکتا رب کے حقوق انجام دینے کے لئے جس کا کوئی شریک نہیں۔

اور یہ بالکل بھی مناسب نہیں کہ انسان زمین یا آسمان میں کسی دوسرے کا ہو جائے۔ کیونکہ عالم کی تمام جنسوں کو اللہ تعالی نے اس کے تابع کر دیا اور ساری اجناس اسی کی خدمت میں لگی ہوئی ہیں۔ جہاں سے یہ بات صاف عیاں ہو جاتی ہے۔ کہ

سب کچھ تیرے لئے اور تو فقط رب کے لئے۔

توانسان کس لئے ان چیزوں کی تابعداری کرتا پھرے؟۔

بلکہ اس کا فطری کام تو یہ ہے کہ وہ خلوص دل سے اللہ وحدہ لاشریک کی عبادت کرے۔

وہی تو ہے جو لائقِ عبادت ہے۔ وہی آسمانوں میں بھی معبود ہے۔ اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔ انسان کو چاہیئے کہ اس کا ایسا غلام اور بندہ بن کے رہے جو اپنے تمام اعضاء۔ اپنے ضمیر۔ زندگی اور سارے معاملات کے ساتھ ساتھ اس عزت وہ عظمت والے مالک الملک کی طرف ہی متوجہ رہے۔

مگر جب یہ انسان کسی ایسی مشکل میں پھنس جاتا ہے اور اس سے نجات چاہتا ہے۔ اور پھر وہی وقت امتحان کا ایسا لمحہ ہوتا ہے کہ یہ بندہ رحمٰن کا ہے یا شیطان کا۔ مگر یہ شیطان کے بہکاوے میں آ کر اللہ جل

شانہ کے علاوہ دوسروں سے مدد مانگنا شروع کر دیتا ہے۔ان کی عبادت اور بندگی کرنے لگ جاتا ہے۔ سورج۔چاند۔ ستاروں۔ پتھروں۔ نہروں۔ درختوں۔جانوروں میں گائے اور مختلف انسانوں کی عبادت کرنے لگ جاتا ہے۔ قبروں کا طواف کرنے لگتا ہے اور دعاؤں اور نذرو نیاز کے ذریعے ان کا قرب حاصل کرنے کی تگ ودو میں لگا رہتا ہے اور اپنے حقیقی خالق و مولیٰ کے احکام نہیں بجالاتا۔جب کہ اللہ جل شانہ کا فرمان ہے کہ۔

شَهِدَ ٱللَّهُ أَنَّهُۥ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ وَٱلْمَلَٰٓئِكَةُ وَأُو۟لُوا۟ ٱلْعِلْمِ قَآئِمًۢا بِٱلْقِسْطِ ۚ لَآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ٱلْعَزِيزُ ٱلْحَكِيمُ﴿18﴾ط

سورۃ آل عمران آیت 18

اللہ اس بات کی گواہی دیتا ہے کہ اس کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں۔اور فرشتے اور علم والے لوگ بھی۔ وہ بھی جو انصاف پر قائم ہیں۔ (کہ) اس غالب حکمت والے کے علاوہ کوئی بھی عبادت کے قابل ہی نہیں۔

---

اور اپنے کیے ہوئے اولین وعدے کو بھول جاتا ہے۔ جس کو قدرت کے عظیم قلم نے انسان کی فطرت میں اس وقت سے کندہ کیا تھا۔ جب اس نے روح میں محفوظ کرنے والی عقلیں۔ سینوں میں دھڑکتے والے دل اور آفاق و قرآن میں رہنمائی کرنے والی نشانیاں رکھی تھیں۔ اللہ کا فرمان ہے

وَإِذْ أَخَذَ رَبُّكَ مِنۢ بَنِىٓ ءَادَمَ مِن ظُهُورِهِمْ ذُرِّيَّتَهُمْ وَأَشْهَدَهُمْ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ ۖ قَالُوا۟ بَلَىٰ ۛ شَهِدْنَآ ۛ أَن تَقُولُوا۟ يَوْمَ ٱلْقِيَـٰمَةِ إِنَّا كُنَّا عَنْ هَـٰذَا غَـٰفِلِينَ ﴿172﴾ لا

سورۃ الاَعراف آیت 172

اور جب تیرے رب نے بنی آدم کی پشت سے اس کی ساری اولاد نکالی اور ان سب سے ان کی اپنی ذات پر اقرار کرالیا کہ کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟۔ وہ سب کہنے لگے (کیوں نہیں) ہاں۔ ہم سب (اس بات پر) گواہ ہیں۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ قیامت کے دن یوں کہنے لگو کہ ہم تو البتہ اس سے بے خبر تھے۔

---

اور یہیں سے رسولوں کی دعوت اور کتابوں کے نازل کرنے کا مدعا و مقصد اس قدیم و اولین عہد و پیمان کی یاد دلانا ہے۔ اور اندھی تقلید و بت پرستی اور غفلت کے غبار کو ختم کرنا ہے۔ اور یہی ہر مبعوث رسول کی پہلی پکار تھی۔ فرمان باری تعالی ہے۔

إِنَّ هَٰذِهِۦٓ أُمَّتُكُمْ أُمَّةً وَٰحِدَةً وَأَنَا۠ رَبُّكُمْ فَٱعْبُدُونِ ﴿92﴾

سورۃ الأنبیاء آیت 92

بلا شبہ یہ سب لوگ تمہاری دینی ملت ہیں جو حقیقت میں ایک ہی دینِ امت ہے اور میں ہی تمہارا رب ہوں تو میری ہی عبادت کیا کرو۔

---

اسلام آدم علیہ السلام سے لے کر محمد ﷺ تک پورے کا پورا واحد و یکتا اللہ کی طرف دعوت دینے کا نام ہے۔ اور سارے انبیاء علیہم السلام اللہ تعالی کے اولین تابعدار رہے۔ اور ان سب انبیاء و صالحین کے آثار کی اقتداء کرنے والے ہدایت یافتہ لوگ ہیں۔ اور اس کائنات میں ایک اللہ کی عبادت کرنا ہی انسان کا پہلا فریضہ ہے جس کو اللہ کے پیغامات نے ہر طرح واضح کیا ہوا ہے۔ پس جب انسان اپنی دنیا کا سفر اللہ کو سمجھتے ہوئے اس کے راستے پر چلتے ہوئے طے کرے اور زندگی صحیح طریقے پر گزارے تو اپنے اندر سکون و اطمینان محسوس کرے گا۔ خوش رہے گا۔ یوں وہ اپنے وجود کے مقصد کو پورا کردے گا۔ اللہ تعالی اس کو دنیا میں قلب سلیم اور ایسے خوددار نفس سے سرفراز کرے گا جو اللہ تعالی سے قریب ہونے کے لئے ہر اس بات کو ٹھکرائے گا جس سے اللہ راضی نہ ہو۔ پھر نیک بندہ روز قیامت جنت کی نعمتوں سے متعلق کئے گئے وعدے کا انتظار کرتے ہوئے بہترین حالت اور ضمیر کے سکون کے ساتھ زندگی گزارے گا۔۔ لیکن وہ

لوگ جن کی عقلیں خراب ہو چکی ہے اور دل اندھے ہو چکے ہیں۔ تو وہ اللہ کے سوا دوسروں کی پرستش کرتے ہیں اور اس کے عہد و پیمان کو توڑ دیتے ہے۔ تو بے شک اللہ تعالیٰ کی وعید و سزا وہاں جہنم میں ان کا انتظار کر رہی ہو گی اور وہ بہت ہی برا ٹھکانہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَٱلَّذِينَ يَنقُضُونَ عَهْدَ ٱللَّهِ مِنۢ بَعْدِ مِيثَٰقِهِۦ وَيَقْطَعُونَ مَآ أَمَرَ ٱللَّهُ بِهِۦٓ أَن يُوصَلَ وَيُفْسِدُونَ فِى ٱلْأَرْضِ ۙ أُو۟لَٰٓئِكَ لَهُمُ ٱللَّعْنَةُ وَلَهُمْ سُوٓءُ ٱلدَّارِ ﴿25﴾

سورۃ الرعد آیت 25

اور جو لوگ اللہ سے عہد مضبوط کرنے کے بعد اسے توڑ دیتے ہیں۔ اور اس چیز کو بھی توڑتے ہیں جسے اللہ نے جوڑ کر رکھنے کا حکم دیا ہے اور ملک میں فساد کرتے ہیں۔ ایسے لوگوں پر لعنت ہے اور ان کے لئے گھر بھی بہت برا ہے۔

---

کیونکہ وہ لوگ نہ جان پائے اور نہ سمجھ پائے کہ یہی تو وہ عہد و پیمان ہے جسکی بناء پر دنیا و آخرت اور جنت و جہنم کو پیدا کیا گیا۔ اور اسی وجہ سے سچ ہونے والی بات سچ ہو گی اور واقع ہونے والی چیز واقع ہو کر رہے گی اور یہ اسی سلسلے کی ایک کڑی ہے کہ نامہ اعمال جمع کئے جائیں گے اور حساب کتاب ہو گا۔ جس کے

تحت کسی کو بد بختی اور کسی کو سعادت حاصل ہو گی اور اسی کے اعتبار سے نور تقسیم ہو گا۔

اللہ تعالی فرماتا ہے۔

أَوْ كَظُلُمَٰتٍ فِى بَحْرٍ لُّجِّىٍّ يَغْشَىٰهُ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِۦ مَوْجٌ مِّن فَوْقِهِۦ سَحَابٌ ۚ
ظُلُمَٰتٌۢ بَعْضُهَا فَوْقَ بَعْضٍ إِذَآ أَخْرَجَ يَدَهُۥ لَمْ يَكَدْ يَرَىٰهَا ۗ وَمَن لَّمْ يَجْعَلِ ٱللَّهُ لَهُۥ
نُورًا فَمَا لَهُۥ مِن نُّورٍ ﴿40﴾ع5

سورۃالنور آیت 40

یا (ان کے اعمال) گہرے سمندر میں اندھیروں کی طرح ہیں جیسے ایک ایسی موج ڈھانپ لے جس کے اوپر ایک اور موج ہو۔ اس کے اوپر بادل ہوں۔ الغرض اوپر تلے اندھیرے ہی اندھیرے ہوں کہ جب اپنا ہاتھ نکالے تو اسے بھی صاف طور پر دیکھ نہ سکے۔ اور جس کو اللہ ہی نور نہ دے اس کے لئے اور کہیں سے بھی نور (ممکن) نہیں ہے۔

---

## قرآن کریم میں خضر علیہ السلام کا قصہ

یہ واقعہ قبطیوں کی ہلاکت اور موسیٰ علیہ السلام کے دوبارہ مصر لوٹ آنے کے بعد کا ہے۔ایک دفعہ موسیٰ علیہ السلام نے بنی اسرائیل میں ایک عظیم خطبہ دیا جس میں انہوں نے لوگوں کو وعظ و نصیحت کی یہاں تک کی ان کی آنکھیں آنسوؤں سے تر ہو گئیں اور دل پسیج گئے۔

تو کسی نے پوچھا اے اللہ کے نبی !۔ کیا آپ دنیا میں کسی ایسے شخص کو جانتے ہے جو آپ سے زیادہ جاننے والا ہو ؟۔

تو موسیٰ علیہ السلام نے اپنی معلومات کے مطابق اور ان کو اپنے آپ سے احکام ونواہی حاصل کرنے پر ابھارنے اور ترغیب دینے کی خاطر فرمایا کہ۔ نہیں۔

لیکن اللہ تعالی نے ایسا کہنے پر ان کی تادیب کی کیونکہ انہوں نے حتمی علم کو اللہ کی طرف منسوب نہیں کیا (یعنی واللہ اعلم نہیں کہا)

اللہ تعالی نے انہیں بتلایا کی دو دریاوں کے سنگم ( مجمع البحرین )کے پاس اس کا ایک بندہ ہے جس کے پاس ایسا علم ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کے پاس نہیں ہے۔اور ایسے الہامات ہیں جو ذہن و قیاص سے بعید ہیں۔ موسیٰ علیہ السلام علم میں زیادتی کی رغبت وجہ سے اس اللہ کے بندے سے ملنے کے لئے بے چین ہو گئے۔ توانھوں نے اللہ سے اس کی اجازت دینے کی درخواست کی۔اللہ تعالی نے ان کو اس جگہ کی معلومات عطا کر دیں۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی زادراہ کے لئے اپنے ساتھ رکھ لی۔اور ان کو بتادیا


https://quranexcel.com

گیا کہ جس جگہ یہ مچھلی تم سے الگ ہو جائے تو اسی جگہ ہمارا بندہ ملے گا۔ موسیٰ علیہ السلام چل دیئے اور کافی تگ و دو کے بعد ان کو پالیا۔ اللہ تبارک وتعالی نے ان دونوں کا قصہ سورہ کہف میں کچھ یوں بیان کیا ہے۔

وَإِذْ قَالَ مُوسَىٰ لِفَتَىٰهُ لَآ أَبْرَحُ حَتَّىٰٓ أَبْلُغَ مَجْمَعَ ٱلْبَحْرَيْنِ أَوْ أَمْضِىَ حُقُبًا ﴿60﴾
فَلَمَّا بَلَغَا مَجْمَعَ بَيْنِهِمَا نَسِيَا حُوتَهُمَا فَٱتَّخَذَ سَبِيلَهُۥ فِى ٱلْبَحْرِ سَرَبًا ﴿61﴾ فَلَمَّا
جَاوَزَا قَالَ لِفَتَىٰهُ ءَاتِنَا غَدَآءَنَا لَقَدْ لَقِينَا مِن سَفَرِنَا هَٰذَا نَصَبًا ﴿62﴾ قَالَ أَرَءَيْتَ
إِذْ أَوَيْنَآ إِلَى ٱلصَّخْرَةِ فَإِنِّى نَسِيتُ ٱلْحُوتَ وَمَآ أَنسَىٰنِيهُ إِلَّا ٱلشَّيْطَٰنُ أَنْ أَذْكُرَهُۥ ۚ
وَٱتَّخَذَ سَبِيلَهُۥ فِى ٱلْبَحْرِ عَجَبًا ﴿63﴾

سورۃ الکہف آیت ۶۰ تا ۶۳

اور جب موسیٰؑ نے اپنے شاگرد سے کہا کہ میں سفر ختم نہ کروں گا یہاں تک کہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ جاؤں خواہ مجھے (یونہی) سالہا سال چلنا پڑے۔ پھر جب وہ دو دریاؤں کے ملنے کی جگہ پر پہنچ گئے تو دونوں ہی اپنی مچھلی کو بھول گئے۔ پس اس (مچھلی) نے دریا وسمندر میں سرنگ نما راستہ بنالیا۔ پھر جب وہ دونوں آگے گزر گئے تو (موسیٰؑ نے) اپنے شاگرد سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لاؤ البتہ یقیناً اس سفر سے ہمیں تو بہت تھکان ہو گئی ہے۔ (شاگرد نے) کہا کہ کیا آپ نے دیکھا کہ جب ہم نے پتھر کے ساتھ آرام کیا تھا

تو تو بیشک میں مچھلی کو وہاں بھول گیا اور مجھے شیطان نے ہی بھلا دیا کہ اس کا ذکر کروں۔ اور اس (مچھلی) نے تو عجیب طرح سے دریا و سمندر میں اپنا راستہ بنا لیا تھا۔

---

قَالَ ذَٰلِكَ مَا كُنَّا نَبْغِ ۚ فَارْتَدَّا عَلَىٰٓ ءَاثَارِهِمَا قَصَصًا ﴿64﴾ فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ءَاتَيْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿65﴾ قَالَ لَهُۥ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰٓ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا ﴿66﴾ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿67﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ خُبْرًا ﴿68﴾ قَالَ سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ صَابِرًا وَلَآ أَعْصِى لَكَ أَمْرًا ﴿69﴾

سورة الكهف آیت ۶۴ تا ۶۹

(موسیٰؑ نے) کہا یہی تو (وہ مقام) ہے۔ جس کی ہمیں تلاش تھی پھر اپنے قدموں کے نشان دیکھتے دیکھتے واپس لوٹے۔ پھر (وہاں) ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (خضر) پایا۔ جسے ہم نے اپنی خصوصی رحمت سے نوازا تھا اور اس کو اپنے پاس سے (خاص) علم بھی عطا کیا تھا۔ موسیٰؑ نے اس (خضر) سے کہا کہ کیا میں تمہارے ساتھ رہوں بشرطیکہ رشد و حکمت کا وہ خصوصی علم جو (اللہ نے) تمہیں سکھایا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دو۔ (خضر نے) کہا کہ البتہ تم میرے ساتھ ہرگز

صبر نہیں کر سکو گے۔اور تم صبر بھی کیسے کر سکتے ہو اس بات پر جس کی تم کو خبر ہی نہ ہو ؟۔(موسیٰؑ نے) کہا کہ (ان شاء اللہ) اگر اللہ نے چاہا تو تم مجھے صابر ہی پاؤ گے اور میں کسی بات میں بھی تمہاری خلاف ورزی نہیں کروں گا۔

---

قَالَ فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِى فَلَا تَسْـَٔلْنِى عَن شَىْءٍ حَتَّىٰٓ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا ﴿70﴾ ع9 فَٱنطَلَقَا
حَتَّىٰٓ إِذَا رَكِبَا فِى ٱلسَّفِينَةِ خَرَقَهَا ۖ قَالَ أَخَرَقْتَهَا لِتُغْرِقَ أَهْلَهَا لَقَدْ جِئْتَ شَيْـًٔا
إِمْرًا ﴿71﴾ قَالَ أَلَمْ أَقُلْ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿72﴾ قَالَ لَا تُؤَاخِذْنِى بِمَا
نَسِيتُ وَلَا تُرْهِقْنِى مِنْ أَمْرِى عُسْرًا ﴿73﴾

سورۃ الکہف آیت ۷۰ تا ۷۳

(خضر نے) کہا کہ اگر تم کو میرے ساتھ رہنا ہے۔تو (شرط یہ ہے) مجھ سے کسی بات پر سوال نہ کرنا جب تک میں خود اس کا ذکر تم سے نہ کر دوں۔ تو دونوں چل پڑے یہاں تک کہ جب دونوں کشتی میں سوار ہوئے تو اس (خضر نے) کشتی میں سوراخ کر دیا۔ (موسیٰؑ نے) کہا کہ کیا تم نے اس لئے سوراخ کر دیا کہ کشتی کے لوگوں کو غرق کر دو البتہ یقیناً یہ تو تم نے بڑی عجیب حرکت کر دی۔(خضر نے) کہا کہ کیا میں

نے نہیں کہا تھا کہ بلاشبہ تم میرے ساتھ صبر نہیں کرسکو گے ؟۔ (موسیٰؑ نے) کہا میرے بھول جانے پر مواخذہ نہ کریں اور اس معاملے میں مجھ پر زیادہ سختی بھی نہ کریں۔

---

فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَا لَقِيَا غُلَٰمًا فَقَتَلَهُۥ قَالَ أَقَتَلْتَ نَفْسًا زَكِيَّةًۢ بِغَيْرِ نَفْسٍ لَّقَدْ جِئْتَ
شَيْـًٔا نُّكْرًا ﴿74﴾ ۞ قَالَ أَلَمْ أَقُل لَّكَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا ﴿75﴾ قَالَ إِن سَأَلْتُكَ
عَن شَىْءٍۭ بَعْدَهَا فَلَا تُصَٰحِبْنِى ۖ قَدْ بَلَغْتَ مِن لَّدُنِّى عُذْرًا ﴿76﴾

سورۃ الکہف آیت ۷۴ تا ۷۶

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ (راستے میں) وہ دونوں ایک لڑکے کو ملے تو (خضر نے) اسے مار ڈالا۔ (موسیٰؑ نے) کہا کہ تم نے تو ایک بے گناہ کو ناحق مار ڈالا۔ البتہ یقیناً (یہ تو) تم نے تو بڑی ناپسندیدہ حرکت کر ڈالی۔ (خضر نے) کہا کہ کیا میں نے تم سے نہیں کہا تھا کہ بیشک تم میرے ساتھ صبر نہیں کر سکو گے ؟۔ (موسیٰؑ نے) کہا کہ اگر اس کے بعد میں تم سے کسی چیز کا سوال کروں تو مجھے ساتھ نہ رکھنا۔ یقیناً آپ میری طرف سے عذر کی حد تک پہنچ چکے ہیں۔

---

فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَآ أَتَيَآ أَهْلَ قَرْيَةٍ ٱسْتَطْعَمَآ أَهْلَهَا فَأَبَوْاْ أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا
فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن يَنقَضَّ فَأَقَامَهُۥ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿77﴾ قَالَ
هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِى وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿78﴾

سورۃ الکہف آیت ۷۷۔۷۸

پھر ودنوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں ایک گاؤں والوں پر گزرے توان سے کھانا مانگا۔انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے صاف انکار کر دیا پھران دونوں نے وہاں پر ایک دیوار پائی جو گرنے ہی والی تھی تو (خضر نے) اسے (مرمت کرتے ہوئے) سیدھا کھڑا کر دیا۔(موسیٰؑ نے) کہا اگر آپ چاہتے تو اس کام پر کوئی اجرت ہی لے لیتے (تاکہ کھانا تو کھا سکتے)۔(خضر نے) کہا کہ اب میرے اور تیرے درمیان علیحدگی ہے۔اب میں تجھے ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہیں کر سکے۔

---------------------------------------------------

أَمَّا ٱلسَّفِينَةُ فَكَانَتْ لِمَسَٰكِينَ يَعْمَلُونَ فِى ٱلْبَحْرِ فَأَرَدتُّ أَنْ أَعِيبَهَا وَكَانَ
وَرَآءَهُم مَّلِكٌ يَأْخُذُ كُلَّ سَفِينَةٍ غَصْبًا ﴿79﴾ وَأَمَّا ٱلْغُلَٰمُ فَكَانَ أَبَوَاهُ مُؤْمِنَيْنِ
فَخَشِينَآ أَن يُرْهِقَهُمَا طُغْيَٰنًا وَكُفْرًا ﴿80﴾ ج فَأَرَدْنَآ أَن يُبْدِلَهُمَا رَبُّهُمَا خَيْرًا مِّنْهُ زَكَوٰةً
وَأَقْرَبَ رُحْمًا ﴿81﴾ وَأَمَّا ٱلْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِى ٱلْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُۥ

كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ أَبُوهُمَا صَٰلِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا
رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ
صَبْرًا ﴿82﴾ ط 10 ع

## سورۃ الکہف آیت ۷۹ تا ۸۲

کہ وہ جو کشتی تھی غریب لوگوں کی تھی جو دریاو سمندر میں محنت مزدوری (کرکے گزارہ) کرلیتے تھے۔ اور ان کے آگے ایک (ظالم) بادشاہ تھا جو ہر ایک (بے عیب) کشتی کو ضبط کرلیتا تھا تو میں نے چاہا کہ اسے عیب دار کردوں (تاکہ وہ اسے غصب نہ کرسکے)۔ اور وہ جو لڑکا تھا اس کے ماں باپ دونوں مومن تھے۔ پس ہمیں اندیشہ ہوا کہ (وہ بڑا ہو کر بدکردار ہو۔ اور) کہیں ان دونوں کو بھی سرکشی اور کفر میں مبتلا نہ کردے۔ پھر ہم نے چاہا کہ ان دونوں کا رب اس کے بدلہ میں ان کو ایسی اولاد دے۔ جو پاکیزگی میں بھی اس سے بہتر اور محبت میں بھی اس سے بڑھ کر ہو۔ اور وہ جو دیوار تھی پس وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (دفن) تھا اور ان کا باپ ایک صالح آدمی تھا۔ پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ کر اپنا خزانہ (صحیح سلامت) نکال لیں۔ اور یہ سب کچھ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا یہ تمہارے رب کی ہی مہربانی ہے۔ یہ تھی حقیقت ان باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکے۔


https://quranexcel.com

---

یہ وہ سب کچھ ہے جو قرآن کریم میں جو موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کے قصے میں سے بیان ہوا ہے۔ ہم ان آیات مبارکہ اور اس حدیث مبارک سے جس کو ہم نے پچھلے صفحات میں بیان کیا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ نے اپنے نبی موسیٰ علیہ السلام کو اپنے ذات اقدس کے تئیں ادب کی کیفیت سکھانے کا ارادہ کیا۔ کیونکہ جب ان سے اہل ارض کے سب سے زیادہ جاننے والے اور علم والے کے بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے علم کو حقیقی علم والے (یعنی اللہ) کی طرف منسوب نہیں کیا۔ اسی وجہ سے اس کو (موسیٰ علیہ السلام کو) اپنے بندوں میں سے ایک بندے کے بارے میں بتلایا جس کے پاس ایسا علم ہے جس سے موسیٰ علیہ السلام بے خبر ہیں۔ اور یہ جو ملاقات ہوئی اس نے اس بات پر روشنی ڈالی کہ انسان کا علم بہت ہی کم ہے۔ جب اس کا موازنہ اللہ تعالیٰ کے علم کے ساتھ کیا جائے اور بے شک جو طریقہ کار خضر علیہ السلام لے کر آئے وہ اس شریعت و طریقہ کار کی بالکل مخالفت کرتا ہے۔ جو اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام پر نازل فرمایا۔

اگرچہ اللہ تعالی نے اپنے نبی خضر علیہ السلام کو ایک خاص علم سے نوازا اور اس علم کو اس کے لئے کھول دیا۔ اور وہ کشتی کو چھیدنے لڑکے کے قتل اور دیوار کو تعمیر کرنے کے واقعات سے ظاہر ہوا جن سے موسیٰ علیہ السلام حیران ہوئے کیونکہ وہ ان کے اسباب سے ناواقف تھے۔ اور اگرچہ اس کام کی اصل اللہ تعالیٰ کا حکم تھا اور اب تک فقہ اسلامی میں اس کا کچھ حصہ مکرر و ثابت ہے لیکن اس کے وقوع پذیر ہوتے وقت

موسیٰ علیہ السلام پر اس کا سبب ظاہر نہ ہو سکا۔ حالانکہ وہ کوئی تعجب خیز معاملہ نہیں تھا کیونکہ انبیاء علیہم السلام صرف وہی جانتے ہے جو اللہ تعالیٰ انہیں سکھا دیتا ہے۔ اور خضر علیہ السلام کا وقوعہ کوئی الہام۔ تصور۔ خالی پلاؤ۔ یا کوئی اندازہ نہیں تھا بلکہ انہوں نے جو کچھ بھی کیا اس میں اللہ تعالیٰ کے حکم اور اس کے فرمان کا عمل دخل تھا۔ لیکن اسلام اور مسلمانوں کے بدخواہ۔ جو کہ فساد اور کجرویوں کے عقائد کو اپناتے ہیں جنہوں نے کہ توہمات اور خرافات کی زندگی جینے کی عادت بنالی ہے۔ من چاہے کشف اور جھوٹے تصوف کے دعویدار ہیں۔ انہوں نے یہی من بنالیا اور اسی پر ڈٹ گئے کہ خضر علیہ السلام کا کردار ایک دیومالائی کہانیوں والا کوئی کردار یا پھر کوئی افسانوی کردار ہے۔ انہوں نے اس کی شخصیت کو وہی۔ الہام۔ عقائد اور شریت کا ماخذ و مصدر بنالیا۔ انہوں نے خضر علیہ السلام کے سلسلے میں وارد نصوص میں تبدیلی و تحریف کی اور انکے معانی و مطالب اور ان کے اہداف سے کھلواڑ کیا مگر اللہ تبارک تعالیٰ ظالموں کو ڈھیل دے رہا ہے اور ان کی تاک میں ہے !

## کیا سنّت نبویہ میں بھی خضر علیہ السلام اور موسیٰ علیہ السلام کا ذکر آیا ہے؟

### پہلی حدیث

امام بخاری رقمطراز ہیں : عبیداللہ بن عبداللہ ابن عباس۔ رضی اللہ انہما سے روایت نقل کرتے ہیں کہ ان کے (ابن عباس) اور حر بن قیس الفزاری کے درمیان صاحب موسیٰ علیہ السلام کے متعلق آوازیں

اونچی ہو گئیں ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔ وہ خضر ہیں ان کے پاس سے ابی بن کعب رضی اللہ عنہ کا گزر ہوا تو ابن عباس نے انہیں بلایا اور کہا۔ بیشک میں اور میرا یہ ساتھی (حر بن قیس الفزاری) موسیٰ علیہ السلام کے اس ساتھی کے بارے میں جھگڑ رہے ہیں جس سے ملنے کے لئے اس نے اللہ سے راستہ پوچھا تھا (تو ابی بن کعب) کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آپ نے ایسی کوئی حالت بیان کرتے ہوئے سنا تھا؟۔ انہوں نے کہا: ہاں ! میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا ہے۔

ایک دن حضرت موسیٰ بنی اسرائیل کی ایک جماعت میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اتنے میں ایک شخص آیا اور اس نے آپ سے پوچھا کیا آپ جانتے ہیں کہ (دنیا میں) کوئی آپ سے بھی بڑھ کر عالم موجود ہے؟ ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا نہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ اسلام کے پاس وحی بھیجی کہ ہاں ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ ہے (جس کا علم تم سے زیادہ ہے) حضرت موسیٰ علیہ السلام نے اللہ سے دریافت کیا کہ اس بندے سے ملنے کی کیا صورت ہے؟۔ اللہ تعالیٰ نے ایک مچھلی کو ان سے ملاقات کی علامت قرار دیا اور ان سے کہہ دیا کہ جب تم اس مچھلی کو گم کر دو تو (واپس) لوٹ جاؤ۔ تب اس بندے سے تمہاری ملاقات ہو گی۔ پھر موسیٰ (چلے اور) دریا میں مچھلی کی علامت تلاش کرتے رہے۔ اس وقت ان کے ساتھی نے کہا جب ہم پتھر کے پاس تھے۔ کیا آپ نے نہیں دیکھا تھا۔ میں اس وقت مچھلی کے بارے بتانا بھول گیا اور شیطان ہی نے مجھے اس کا ذکر کرنا بھلا دیا۔ موسیٰ علیہ السلام نے


https://quranexcel.com

کہا۔اسی مقام کی ہمیں تلاش تھی۔ تب وہ اپنے نشانات قدم پر (پچھلے پاؤں) باتیں کرتے ہوئے لوٹے ( وہاں ) انہوں نے خضر علیہ السلام کو پایا۔ پھر ان کا وہی قصہ ہے جو اللہ نے اپنی کتاب قرآن میں بیان کیا ہے۔

(باب حدیث الخضر مع موسی علیہما السلام۔ح۔۳۴۰۰)

## دوسری حدیث

سعید بن جبیر کہتے ہیں کہ میں نے ابو عباس رضی اللہ عنہ سے کہا: کہ نوف البکالی گمان کرتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام جو خضر علیہ السلام کے ساتھ تھے وہ بنی اسرائیل والا موسیٰ نہیں ہے بلکہ وہ کوئی دوسرا موسیٰ ہے ۔تو انہوں نے کہا۔کہ وہ دشمن خدا جھوٹ بولتا ہے۔ابی بن کعبؓ نے ہمارے سامنے نبی ﷺ کی حدیث بیان کی کہ موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں خطبہ دے رہے تھے کہ ان سے پوچھا گیا لوگوں میں کون زیادہ جاننے والا ہے ؟۔تو انہوں نے جواب دیا کہ میں۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان پر عتاب نازل کیا کیونکہ انہوں نے علم کو اس اللہ کی طرف نہیں لوٹایا تھا۔تو اللہ تعالیٰ نے ان سے فرمایا: کیوں نہیں ! دو سمندروں کے سنگم کے پاس ہمارا ایک بندہ ہے جو تم سے زیادہ جانتا ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے پوچھا۔ اے میرے رب ! مجھے اس تک کون پہنچائے گا ؟۔اور کبھی تو سفیان نے یہ الفاظ کہے۔اے میرے رب میری اس سے ملاقات کیسے ہو سکتی ہیں ؟۔رب نے فرمایا کہ تم ایک مچھلی لے لو اور اس کو کسی ٹوکری

میں رکھ دو۔جہاں کہیں تم مچھلی کو لاپتہ پاؤتو (ہمارا وہ بندہ) وہیں پر ملے گا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ایک مچھلی لے کر ٹوکری میں رکھ دی پھر وہ اور ان کا غلام یوشع بن نون چل دیئے۔ یہاں تک کی جب وہ دونوں ایک چٹان کے پاس پہنچے تو لیٹ گئے۔ موسیٰ علیہ السلام پر نیند کا غلبہ طاری ہوا اور مچھلی مچل کر نکلی اور سمندر میں جا گری۔اس نے سمندر میں اپنا راستہ سرنگ کی مانند بنالیا۔اللہ تعالیٰ نے مچھلی پر پانی کے بہاؤ کو روک دیا تو (پانی) ایک کمرے کے جیسے ہو گیا۔ پھر وہ دونوں باقی ماندہ دن و رات چلتے رہے یہاں تک کہ صبح نمودار ہوئی۔ موسیٰ علیہ السلام نے اپنے غلام سے کہا کہ ہمارا ناشتہ لے آؤ۔ تحقیق ہمیں ہمارے اس سفر سے تھکان ہو گئی ہے۔ موسیٰ علیہ السلام نے تب تک تھکاوٹ محسوس نہیں کی جب تک انہوں نے اس جگہ کو پار نہیں کر لیا جس کا اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا تھا۔ان کے غلام نے ان سے عرض کیا۔ کیا آپ کو یاد ہے جب ہم نے چٹان کے پاس پناہ لی تھی تو میں آپ کے سامنے مچھلی کا ذکر کرنا بھول گیا اور شیطان نے ہی مجھ کو اس کا ذکر کرنا بھلا دیا۔اس مچھلی نے عجیب طرح سے سمندر میں اپنا راستہ بنالیا تھا۔ موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا یہ تو وہی جگہ تھی جہاں کا ہم نے ارادہ کیا تھا۔ تو وہ دونوں اپنے قدموں کے نشان ڈھونڈتے ہوئے واپس پلٹے۔ یہاں تک کہ چٹان کے پاس پہنچے تو اچانک وہاں کوئی شخص کپڑے میں لپٹا دکھائی دیا۔

موسیٰ علیہ السلام نے سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا پھر کہا۔ تمہاری زبان پر سلام کیسے ؟۔

انہوں نے کہا میں موسیٰ ہوں۔

اس نے کہا بنی اسرائیل کے موسیٰ؟

انہوں نے جواب دیا۔ ہاں۔ میں آپ کے پاس اس لئے آیا ہوں تاکہ آپ مجھے اس علم میں سے کچھ اچھی باتیں سکھادیں جو علم آپ کو عطا کیا گیا ہے۔

تو اس نے فرمایا اے موسیٰؑ! بے شک میرے پاس اللہ کے عطا کردہ علم میں سے ایسا علم ہے جو اس نے مجھے سکھایا ہے۔ آپ اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔

اور آپ کے پاس اللہ کے عطا کردہ علم میں سے ایسا علم ہے جو اس نے آپ کو سکھایا میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا میں آپ کے ساتھ ہولوں ؟۔

اس نے فرمایا آپ میرے ساتھ رہنے کو برداشت نہیں کرپائیں گے۔ اور کیسے آپ اک ایسی چیز کو برداشت کرسکتے ہیں۔ جس کے بارے میں آپ کے پاس کوئی علم نہیں ہے۔

اللہ تعالیٰ کے فرمان پر وہ دونوں سمندر کے ساحل پر چلنے لگے پھر ایک کشتی ان کے پاس سے گزری انہوں نے اس کشتی والوں سے بات کی کہ وہ ان کو بھی سوار کرلیں۔انہوں نے موسیٰ علیہ السلام کو پہچان لیا تو ان کو بغیر کسی اجرت کے سوار کرلیا۔جب وہ کشتی میں سوار ہوئے۔

تو ایک چڑیا آ کر کشتی کے کنارے پر بیٹھ گئی۔اور سمندر میں ایک یا دو مرتبہ چونچ ماری۔

خضر علیہ السلام نے ان سے کہا۔اے موسیٰ ! میرے اور تمہارے علم نے اللہ کے علم میں سے اسی قدر حاصل کیا ہے جتنا کہ اس چڑیا نے اپنی چونچ کے ذریعے اس سمندر میں سے کم کیا ہے۔

اچانک خضر علیہ السلام نے کلہاڑی اٹھالی اور کشتی کے ایک تختے کو کھینچ لیا موسیٰ علیہ السلام ابھی گھبراہٹ بھی ظاہر نہ کرپائے تھے کہ انہوں نے سامنے والی سمت کا ایک تختہ اکھاڑ لیا۔

موسیٰ علیہ السلام نے ان سے کہا: ارے ! یہ کیا کر دیا؟۔ یہ ایسے لوگ تھے جنہوں نے ہمیں بغیر اجرت کے سوار کرلیا تھا۔آپ نے انہیں کی کشتی کا برا چاہا پس تم نے ان کو ڈبو دینے کے لئے اس میں چھید کر ڈالا۔البتہ تحقیق آپ نے ایک سخت برا کام انجام دیا ہے۔

خضر علیہ السلام نے کہا: کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا۔کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر پائیں گے۔

موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا۔آپ میری بھول پر میرا مواخذہ نہ کریں۔اور میرے معاملے میں مجھ پر سختی نہ کریں۔یہ پہلی بات تھی جو موسیٰ علیہ السلام سے بھول کی وجہ سے ہوئی۔

جب وہ دونوں سمندر سے نکلے تو ان کا گزر ایک ایسے لڑکے کے پاس سے ہوا جو بچوں کے ساتھ کھیل رہا تھا

۔

خضر علیہ السلام نے اس کا سر پکڑ لیا اور اس کو اکھاڑ دیا۔(سفیان نے اپنی انگلوں کے اطراف سے ایسے اشارہ کیا گویا وہ کسی چیز کو کاٹ رہے ہوں)

موسیٰ علیہ السلام کہہ اٹھے۔کہ یہ کیا آپ نے تو پاک نفس کو بغیر کسی وجہ کے مار ڈالا؟آپ نے تو بہت ہی برا کام کیا ہے۔

اس نے فرمایا۔کیا میں نے آپ سے نہیں کہا تھا کہ آپ میرے ساتھ رہ کر صبر نہیں کر پائیں گے۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔اگر میں اس کے بعد آپ سے کسی چیز کے بارے میں پوچھوں تو آپ مجھے اپنا ہمسفر نہ بنائیں۔بے شک آپ میری طرف سے حدِ عذر کو پہنچ گئے

پھر وہ دونوں چل دیۓ یہاں تک کہ وہ ایک بستی والوں کے پاس آئے۔ان دونوں نے ان سے کھانا مانگا تو انہوں نے ان کی مہمان نوازی سے انکار کر دیا۔انہوں نے اس بستی میں ایک ایسی دیوار پائی جو جھک کر گرا ہی چاہتی تھی۔

اس راوی نے اپنے ہاتھ سے اس طرح اشارا کیا۔اور سفیان نے ایسے اشارہ کیا جیسے وہ کسی چیز کو نیچے سے اوپر کی طرف چھو رہے ہوں۔

موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ایسی قوم جن کے پاس ہم آئے تو انہوں نے ہمیں کھانا نہیں کھلایا۔نہ ہی ہماری مہمان نوازی کی مگر آپ ہیں کہ ان کی دیوار بھی ٹھیک کر دی۔اگر آپ چاہتے تو یہ کام کرنے پر ان سے کچھ اجرت لے سکتے تھے۔

جس پر خضر علیہ السلام نے فرمایا۔یہ میری اور آپ کے درمیان جدائی کا وقت ہے۔عنقریب میں آپ کے سامنے ان باتوں کی حقیقت ووضاحت بیان کر دوں گا جن پر آپ صبر نہ کر سکے تھے۔

نبی ﷺ نے فرمایا۔میرے حساب سے موسیٰ علیہ السلام کو چاہیئے تھا کہ کچھ اور صبر کر لیتے تو اللہ تعالیٰ ان دونوں کے زیادہ حالات وواقعات ہم پر بیان کر دیتا۔اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے کاش وہ صبر کر لیتے تو اللہ تعالیٰ ہم پر ان دونوں کا واقعہ مزید بیان کر لیتا۔

اور پھر ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بیان کیا کہ ان کے پیچھے ایک بادشاہ آرہا تھا جو ہر اچھی کشتی کو زبردستی چھین لیتا تھا۔

اور رہا لڑکا تو وہ کافر تھا اور اس کے والدین مومن تھے

پھر سفیان نے کہا میں نے اس حدیث کو ان سے دو مرتبہ سنا انہی سے یاد کیا۔

سفیان سے پوچھا گیا آپ نے اس کو عمرو (بن دینار) سے سننے سے پہلے حفظ کیا یا کسی اور انسان سے اس کو محفوظ کیا؟۔

تو انہوں نے جواب دیا: میں کس سے اس کو محفوظ کر سکتا ہوں؟۔

کیا میرے بغیر عمرو سے کسی نے اس کو روایت کیا ہے۔

بلکہ میں نے اس کو انہی سے دو یا تین مرتبہ سنا اور انہی سے یاد بھی کر لیا۔

(صحیح البخاری۔ کتاب التفسیر۔ باب: قولہ (فلما بلغا مجمع)۔ ح: ۴۷۲۶)

## نام اور کنیت

اہل علم نے خضر علیہ السلام کے نسب میں اختلاف کیا ہیں۔ اور اس سلسلے میں بہت سارے اقوال ہے۔ اور وہ سب کے سب اقوال ایسے ہیں جن میں سے کسی ایک کو حتمی طور کے ساتھ نہیں لیا جاسکتا۔ اور اس

سلسلے میں توقف کرنا ہی زیادہ محفوظ ہے۔ہاں البتہ ابن قتیبہ نے اپنی کتاب المعارف فی التاریخ میں بیان کیا ہے کہ خضر کا نام بلکاں بن مسلکان ہے۔ابن کثیر بھی اسی رائے کو مانتے ہیں اور یہی مشہور ہے۔

خضر علیہ السلام کے کچھ دوسرے نام بھی بیان کئے گئے ہیں جیسے کہ

ا۔اِلیا۔۲۔المعمر۔ ۳۔اِزمیا اور ۴۔خضرون۔ان کی کنیت ابوالعباس بیان کی گئی ہے

اور یہ سارے نام جو خضر علیہ السلام کے بیان کئے گئے ہیں ان کی کوئی ایسی دلیل نہیں جس سے دل مطمئن ہوسکے اور اعتبار نام سے ہی نہیں ہوتا۔اللہ تعالیٰ نے ان کا نام سورہ کہف میں ذکر نہیں کیا بلکہ بندوں میں سے ایک بندے کے طور پر ان کا ذکر کیا ہے۔

سید قطب (فی ظلال القرآن ) میں فرماتے ہیں : اور ہم پے درپے رونما ہونے والے ایسے واقعات کا سامنا کرتے ہیں جن کا ہم کوئی راز نہیں جان پاتے۔اور ان کے متعلق ہمارا وہی موقف ہوتا ہے جیسا کہ موسیٰ علیہ السلام کو موقف رہا تھا۔کہ ہم تو یہ بھی نہیں پہچان پاتے کہ وہ کون ہیں ؟۔جو یہ سب تصرفات انجام دے رہے ہیں۔

قرآن کریم نے ہمیں سمجھا دیا ان کے نام کے ساتھ کوئی سروکار نہ رکھو !۔

اس پیچیدہ فضا کی تکمیل کے لئے جو ہمیں گھیرے ہوئے ہے۔اور اس کے نام کی کیا اہمیت ہو سکتی ہے ؟
اس کا تو یہ مقصد ہوتا ہے کہ وہ الوہیت کی بلند ترین حکمت کو انجام دے۔
خضر ان کو لقب دیا گیا جیسے کہ ابو ہریرہؓ سے روایت ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔

در حقیقت ان کو خضر نام اس لئے دیا گیا کہ وہ ایک بنجر زمین کے ٹکڑے پر بیٹھ گئے تو اچانک وہ حصّہ سبزہ سے لہلہانے لگا۔

## کیا خضر علیہ السلام نبی ہے ؟

جمہور علماء امت نے خضر علیہ السلام کی نبوت کے بارے میں اختلاف کیا ہے بعض علماء نے کہا کہ وہ نبی ہے اور بعض نے کہا کہ وہ اولیاء میں سے ولی ہے یعنی نبی نہیں تھے۔

## منکرین نبوت خضر علیہ السلام کے دلائل

جن علماء امت نے کہا ہے کہ خضر علیہ السلام نبی نہیں ہے وہ کہتے ہے کہ وہ ایک ایسے بندے تھے جو نیک اور الہام کیا جانے والا عالم تھا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو علم خاص عبدیت اور بہترین صفات کے ساتھ ذکر کیا ہے مگر ان چیزوں کے ساتھ یہ نہیں بیان کیا کہ وہ نبی یا رسول ہے اور اس قصّہ کے آخر میں ان کا یہ فرمان کہ


https://quranexcel.com

وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ج

سورۃ الکهف آیت 82

اور یہ سب کچھ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔

---

جو اس بات پر دلالت کرتے ہے اور ایسا انبیاء کے علاوہ دوسرے لوگوں کے ساتھ بھی ہو سکتا ہے۔ جیسیا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔

وَأَوْحَىٰ رَبُّكَ إِلَى ٱلنَّحْلِ أَنِ ٱتَّخِذِى مِنَ ٱلْجِبَالِ بُيُوتًا وَمِنَ ٱلشَّجَرِ وَمِمَّا يَعْرِشُونَ ﴿68﴾ لا

سورۃ النحل آیت 68

اور تمہارے رب نے شہد کی مکھی کو وحی کی کہ پہاڑوں میں اور درختوں میں اور ان چھتریوں میں جن پر لوگ بیلیں چڑھاتے ہیں اپنے گھر (یعنی چھتے) بنایا کرو۔

---

ایسے ہی موسیٰ علیہ السلام کی والدہ سے فرمایا



https://quranexcel.com

وَأَوْحَيْنَآ إِلَىٰٓ أُمِّ مُوسَىٰٓ أَنْ أَرْضِعِيهِ ۖ فَإِذَا خِفْتِ عَلَيْهِ فَأَلْقِيهِ فِى ٱلْيَمِّ وَلَا
تَخَافِى وَلَا تَحْزَنِىٓ ۖ إِنَّا رَآدُّوهُ إِلَيْكِ وَجَاعِلُوهُ مِنَ ٱلْمُرْسَلِينَ ﴿7﴾

سورة القصص آیت 7

اور ہم نے موسیٰؑ کی ماں کو وحی بھیجی کہ اس (بچے) کو دودھ پلاتی رہ۔ اور جب اس کے بارے کچھ خوف محسوس ہونے لگے تو اسے دریا میں ڈال دینا اور (کسی قسم کا) خوف و غم نہ کرنا۔ بلاشبہ ہم اسے تیری طرف واپس پہنچادیں گے اور (پھر) اسے رسولوں میں سے بنادیں گے۔

---

وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ

اور یہ سب کچھ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا۔

اس پر علامہ قرطبی رحمہ اللہ فرماتے ہیں انبیاء کا معجزہ تو متواتر احادیث و آیات کی بناء پر ثابت ہے اور صرف کوئی منکر بدعتی یا فاسق ہی انکار کر سکتا ہے۔ پس وہ آیات جو مریم علیہا السلام کے پاس گرما میں سرمائی پھلوں کی موجودگی اور سرما میں گرمائی پھلوں کی موجودگی پر دلالت کرتی ہے اور جو کچھ ان کے ہاتھوں وقوع پذیر ہوا جیسے کہ انہوں نے سوکھے کھجور کے درخت کو ہلایا تو اس پر سے رسیلے پھل گرے حالانکہ وہ نبیہ نہیں تھیں اسی طرح خضر علیہ السلام کے ہاتھوں کشتی کا تختہ اکھاڑنا۔ لڑکے کو قتل کرنا اور

دیوار کو کھڑا کرنے کے واقعات بھی ہیں۔

تفسیر القرطبیؒ۔ابوالقاسم القشیری اپنے رسالہ۔القشيرية ۔کے باب۔اثبات کرامات الاولیاء۔میں رقمطراز ہیں۔خضر علیہ السلام نبی نہیں تھے بلکہ وہ ایک ولی تھے۔علامہ یافعی اپنی کتاب۔نشر المحاسن العالیۃ ۔میں فرماتے ہیں باوجود یہ کہ سب عارفین اور جمہور کے نزدیق۔خضر علیہ السلام۔ایک ولی ہیں نہ کہ نبی۔

## مقرّرینِ نبوّتِ خضر علیہ السلام کے دلائل

ابن کثیر رحمہ اللہ۔ البداية والنّهاية۔میں لکھتے ہیں کہ قصّہ (خضر و موسیٰ علیہما السلام) کا سیاق کئی وجوہ سے ان کی نبوت پر دلالت کرتا ہے۔

ا۔اللہ تعالیٰ کا فرمان

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ءَاتَيْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿65﴾

سورۃ الکہف آیت 65

پھر (وہاں) ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (خضر) پایا۔جسے ہم نے اپنی خصوصی رحمت سے نوازا تھا اور اس کو اپنے پاس سے (خاص) علم بھی عطا کیا تھا۔


https://quranexcel.com

صاف اور ظاہر سی بات ہے کہ جب اللہ تعالیٰ یہ فرمائے کہ میں نے کسی کو اپنی طرف سے ایک خاص علم سکھایا ہے تو اس کا مطلب یہی ہوگا کہ اس نے اس کو وحی کے ذریعے وہ علم سکھایا ہوگا۔

**۲۔ موسیٰ علیہ السلام کا خضر علیہ السلام سے یہ کہنا**

قَالَ لَهُۥ مُوسَىٰ هَلْ أَتَّبِعُكَ عَلَىٰٓ أَن تُعَلِّمَنِ مِمَّا عُلِّمْتَ رُشْدًا﴿66﴾ قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِىَ صَبْرًا﴿67﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ خُبْرًا﴿68﴾ قَالَ سَتَجِدُنِىٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ صَابِرًا وَلَآ أَعْصِى لَكَ أَمْرًا﴿69﴾ قَالَ فَإِنِ ٱتَّبَعْتَنِى فَلَا تَسْـَٔلْنِى عَن شَىْءٍ حَتَّىٰٓ أُحْدِثَ لَكَ مِنْهُ ذِكْرًا﴿70﴾9ع

سورۃ الکہف آیت ۶۶ تا ۷۰

موسیٰؑ نے اس (خضر) سے کہا کہ کیا میں تمہارے ساتھ رہوں بشرطیکہ رشد و حکمت کا وہ خصوصی علم جو (اللہ نے) تمہیں سکھایا ہے اس میں سے کچھ مجھے بھی سکھا دو۔ (خضر نے) کہا کہ البتہ تم میرے ساتھ ہرگز صبر نہیں کر سکو گے۔ اور تم صبر بھی کیسے کر سکتے ہو اس بات پر جس کی تم کو خبر ہی نہ ہو؟۔ (موسیٰؑ نے) کہا کہ (ان شاء اللہ) اگر اللہ نے چاہا تو تم مجھے صابر ہی پاؤ گے اور میں کسی بات میں بھی تمہاری خلاف ورزی نہیں کروں گا۔ (خضر نے) کہا کہ اگر تم کو میرے ساتھ رہنا ہے۔ تو (شرط یہ ہے) مجھ سے کسی بات پر سوال نہ کرنا جب تک میں خود اس کا ذکر تم سے نہ کر دوں۔



https://quranexcel.com

---

اگر وہ صرف ایک ولی ہوتے۔ نبی نہ ہوتے تو موسیٰ علیہ السلام اس سے اس طرح مخاطب نہ ہوتے اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام ان کو ایسا جواب دیتے۔ بلکہ موسیٰ علیہ السلام نے تو ان کا ساتھ مانگا تاکہ وہ اس علم کو حاصل کرلے جو اللہ تعالیٰ نے خصوصی طور پر خضر علیہ السلام کو دیا اور موسیٰ علیہ السلام کو نہیں دیا۔ اگر وہ نبی نہ ہوتے تو معصوم بھی نہ ہوتے اور نہ ہی موسیٰ علیہ السلام کو۔ جو کہ ایک عظیم المرتبہ نبی۔ بزرگ ترین رسول اور معصوم عن الخطا ہیں۔ کسی ولی کے علم کی زیادہ طلب اور کوئی بڑی خواہش ہوتی جو کہ معصوم الخطا بھی نہ ہو۔ اور نا ہی وہ اس کے پاس جانے اور اس سے معلومات لینے کا ارادہ کرتے جب کہ انہوں نے اس کی تلاش میں زمانے کا بڑا حصّہ صرف کیا ہے

پھر جب وہ ان سے ملے تو تواضع وانکساری اختیار کی اور ان (خضر علیہ السلام) کو تعظیم دی اور ایک استفادہ کرنے والے کی صورت میں ان کے ساتھ ہو لیے۔ یہ سب کچھ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ وہ ایک نبی ہے جن پر اسی طرح وحی کی جاتی تھی جس طرح خود موسیٰ علیہ السلام پر وحی کی جاتی تھی اور ان کو ایسے دینی علوم اور اسرار نبوت سے سرفراز کیا گیا جن کے بارے بنو اسرائیل کے بزرگ ترین نبی موسیٰ کلیم اللہ کو بھی باخبر نہیں کیا۔ اور اس طور سے خضر علیہ السلام کی نبوت پر دلیل پیش کی گئی۔

۳۔ بے شک خضر علیہ السلام نے اس لڑکے کو مار ڈالنے کی جو جسارت کی وہ یونہی نہیں کی بلکہ اس وحی کیوجہ سے کی جو مالک کائنات اور علیم وخبیر نے انکی طرف وحی کی۔ اور یہ بات ان کی نبوت پر ایک

مستقل دلیل اور ان کی عصمت (معصوم عن الخطاء) ہونے پر ایک واضح حجت ہیں۔ کیونکہ کسی ولی کے لئے یہ مناسب نہیں کہ وہ محض اس بناء پر انسانوں کو مار ڈالنے پر آمادہ ہو جائے جو اس کا دل کہے کیونکہ ولی کا قلب ومزاج معصومیت کا موجب نہیں ہوتا۔ جبکہ اس سے خطاء و غلطی کے سرزد ہونے پر سب کا اتفاق ہے۔ اور جب خضر علیہ السلام نے ایسے لڑکے کو ماڈالنے کا اقدام کیا جو جوانی کو نہیں پہنچا تھا اپنی اس علم کے مطابق جب وہ بڑا ہو گا تو وہ کفر کرے گا اور اپنے والدین کو بھی اپنے ساتھ ان کی شدید محبت کی وجہ سے کفر پر آمادہ کرے گا تو وہ دونوں بھی اس پر (کفر پر) اس کے پیچھے چلیں گے۔ اس کے (خضر علیہ السلام ) کے اس کام نے ایک عظیم مصلحت کو اجاگر کیا جو کہ اس کی (لڑکے کی) زندگی میں بڑھ جاتی اس کے والدین کو کفر میں گرفتار ہونے اور اس بچے کو سزا ہونے سے بچانے کی خاطر تھی۔ یہ ان کی نبوت پر دلالت کرتی ہے اور اس بات پر بھی کہ وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے اس کی عصمت کے سلسلے میں مؤید تھے۔

۴۔ جب خضر علیہ السلام نے سارے سرزد ہونے والے کاموں کی توجیہ موسیٰ علیہ السلام کے سامنے بیان کی اور ان کے سامنے اپنی معاملے کی حقیقت واضح کرکے رکھ دی تو اس سب کے بعد فرمایا۔

وَأَمَّا ٱلْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِى ٱلْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُۥ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ
أَبُوهُمَا صَٰلِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ
وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿82﴾ ط 10 ع

سورۃ الکہف آیت 82

اور وہ جو دیوار تھی پس وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (دفن) تھا اور ان کا باپ ایک صالح آدمی تھا۔ پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ کر اپنا خزانہ (صحیح سلامت) نکال لیں۔ اور یہ سب کچھ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا یہ تمہارے رب کی ہی مہربانی ہے۔ یہ تھی حقیقت ان باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

---

یعنی میں نے یہ سب کچھ اپنی مرضی وخواہش سے نہیں کیا بلکہ مجھے اللہ کی طرف سے اس کا حکم دیا گیا اور اس سلسلے میں مجھ پر وحی کی گئ۔

(البدایۃ والنّھایۃ۔ج:ا۔ص:۳۷۸)

حافظ ابن حجر رحمہ اللہ اپنی کتاب۔ الزہر النضری۔کے باب۔ماور دفی کونہ نبیا ۔میں رقمطراز ہیں کہ۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بیان کرتے ہوئے اپنے پیغام میں یوں کہا


https://quranexcel.com

وَأَمَّا ٱلْجِدَارُ فَكَانَ لِغُلَٰمَيْنِ يَتِيمَيْنِ فِى ٱلْمَدِينَةِ وَكَانَ تَحْتَهُۥ كَنزٌ لَّهُمَا وَكَانَ
أَبُوهُمَا صَٰلِحًا فَأَرَادَ رَبُّكَ أَن يَبْلُغَآ أَشُدَّهُمَا وَيَسْتَخْرِجَا كَنزَهُمَا رَحْمَةً مِّن رَّبِّكَ ۚ
وَمَا فَعَلْتُهُۥ عَنْ أَمْرِى ۚ ذَٰلِكَ تَأْوِيلُ مَا لَمْ تَسْطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿82﴾ ط 10 ع

سورۃ الکہف آیت 82

اور وہ جو دیوار تھی پس وہ اس شہر کے دو یتیم بچوں کی تھی اور اس کے نیچے ان کا خزانہ (دفن) تھا اور ان کا باپ ایک صالح آدمی تھا۔ پس تیرے رب نے چاہا کہ وہ دونوں اپنی جوانی کو پہنچ کر اپنا خزانہ (صحیح سلامت) نکال لیں۔ اور یہ سب کچھ میں نے اپنی مرضی سے نہیں کیا یہ تمہارے رب کی ہی مہربانی ہے۔ یہ تھی حقیقت ان باتوں کی جن پر تم صبر نہ کر سکے۔

---

اور یہی میرا خیال ہے کہ اس نے اس کام کو اللہ تعالیٰ کے حکم سے کیا اور حقیقت تو یہی ہے کہ وہ بلاواسطہ حکم تھا۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ وہ کوئی دوسرا نبی رہا ہو جس کا اللہ نے ذکر نہیں کیا۔ مگر یہ قول سمجھ سے باہر ہے۔ اور اس بات کی بھی کوئی گنجائش نہیں کہ ایسا کام خضر علیہ السلام نے الہام ہونے کہ وجہ سے کیئے ہوں۔ کیونکہ نبی کے بغیر کسی سے بھی وحی طور پر ایسے کام انجام دینا ممکن نہیں جیسے کہ انہوں نے

انجام دیئے۔ جیسے کہ کسی نفس کو قتل کرنا۔ اور انسانوں کو ڈبو دینے کے خطرے پر کھڑا کر دینا۔ لیکن اگر ہم کہتے ہے کہ وہ نبی ہیں تو اس میں کوئی الجھاؤ نہیں ہے

(اور یہ بات بھی غور کرنے کی ہے جس میں اولوالعزم نبی کی گستاخی کا عنصر ہے) کہ ایک ایسا شخص جو نبی نہیں ہے یا ولی ہے تو وہ نبی سے زیادہ علم والا کیسے ہو سکتا ہے؟۔

حالانکہ نبی ﷺ نے حدیث صحیح میں بیان فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا کہ کیوں نہیں ہمارا بندہ خضر ہے۔

علّامہ العراق نے درج ذیل آیت کی تفسیر

فَوَجَدَا عَبْدًا مِّنْ عِبَادِنَآ ءَاتَيْنَٰهُ رَحْمَةً مِّنْ عِندِنَا وَعَلَّمْنَٰهُ مِن لَّدُنَّا عِلْمًا ﴿65﴾

سورۃ الکھف آیت 65

پھر (وہاں) ان دونوں نے ہمارے بندوں میں سے ایک بندہ (خضر) پایا۔ جسے ہم نے اپنی خصوصی رحمت سے نوازا تھا اور اس کو اپنے پاس سے (خاص) علم بھی عطا کیا تھا۔

---

کے سلسلے میں بیان کرتے ہوئے تین قول ذکر کیئے ہیں۔ یہاں تک کہ وہ فرماتے ہیں ۔

والجمهور على أنها الوحى والنبوة۔ وقد اطلقت على ذالک فی مواضع من القرآن۔ وأرج ذلک ابن أبی حاتم عن ابن عباس والمنصور ما عليه الجمهور ۔ وشواهده من الآيات والأخبار كثيرة بجموعها يكاد يحصل اليقين

ترجمہ: اور جمہور علما کا یہ کہنا ہے کہ **رحمة** سے مراد وحی اور نبوت ہے۔ اور قرآن کریم میں بہت ساری جگہوں پر اس سے یہی معنی مراد لیا گیا ہے۔ ابن ابی حاتم اور منصور نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے یہی نقل کیا ہے۔ آیات کریم اور احادیث سے اس کے بہت سارے شواہد ملتے ہیں جنکے مجموعہ سے یقین ہو جاتا ہے۔

روح المعانی ۔ ج؛ ۵۔ ص: ۹۳۔۔۹۷

رہی بات ان (خضر علیہ السلام) کی زندگی اور وفات تو اس سلسلے میں بھی اختلاف موجود ہے لیکن دلائل ان کی وفات ثابت کرتے ہیں اور اکثر محدثین کرام کا یہی ماننا ہے۔ کیونکہ ایسی کوئی بھی صحیح دلیل وارد نہیں ہوئی ہے۔

رہے خواب وخیالات تو عقیدہ اور احکام کے مسائل کے سلسلے میں ان کی طرف توجہ نہیں دی جا سکتی اور اگر بالفرض خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان کے لئے یہ ممکن ہی نہ تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے۔ ان کی پیروی کرنے۔ انکے سامنے جہاد کرنے اور ان کی دعوت کو پہنچانے میں تاخیر کرتے اور یہ


https://quranexcel.com

اللہ تعالیٰ سے کیا ایک ایسا عہد و پیمان ہے جو اس نے تمام انبیاء اور رسولوں سے لیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

وَإِذْ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّۦنَ لَمَآ ءَاتَيْتُكُم مِّن كِتَٰبٍ وَحِكْمَةٍ ثُمَّ جَآءَكُمْ رَسُولٌ مُّصَدِّقٌ لِّمَا مَعَكُمْ لَتُؤْمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥ ۚ قَالَ ءَأَقْرَرْتُمْ وَأَخَذْتُمْ عَلَىٰ ذَٰلِكُمْ إِصْرِى ۖ قَالُوٓا۟ أَقْرَرْنَا ۚ قَالَ فَٱشْهَدُوا۟ وَأَنَا۠ مَعَكُم مِّنَ ٱلشَّٰهِدِينَ ﴿81﴾

سورۃ آل عمران آیت 81

اور جب اللہ نے سارے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو بھی تمہیں کتاب و حکمت عطا کی ہے پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہارے پاس موجود شے کی تصدیق کرتا ہو۔ تو تمہیں لازمی اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔ ارشاد ہوا کہ کیا تم اس کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میرا ذمہ لیتے ہو؟۔ سب کہنے لگے ہاں !۔ ہم اقرار کرتے ہیں۔ ارشادِ باری ہوا کہ اچھا تو گواہ رہو اور میں خود بھی تمہارے ساتھ گواہوں میں سے ہوں۔

---

جمہور محققین یہ مانتے ہے کہ خضر علیہ السلام وفات پا چکے ہے۔ وہ کہتے ہے کہ اگر وہ زندہ ہوتے تو نبی ﷺ کے پاس ان کا آنا۔ ان پر ایمان لانا۔ اور ان کی اتباع کرنا ان پر لازم بن جاتا۔ تاکہ وہ امت محمدیہ


https://quranexcel.com

ﷺ کے جملہ افراد میں سے ہو جاتے۔اور اس کے سوا ان کے پاس کوئی چارہ نہ رہتا۔ کیونکہ ذرا عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کو ہی دیکھئے جب وہ آخری زمانہ میں نزول فرمائیں گے تو وہ اسی پاکیزہ شریعت کے ذریعے فیصلے وحکومت کریں گے۔اس سے ذرہ برابر بھی باہر نہیں نکلیں گے۔اور اس سے دور جانا ان کے لئے ممکن نہیں ہوگا۔ حالانکہ وہ پانچ اولوالعزم رسولوں میں سے ایک ہیں۔ بنی اسرائیل کے خاتم الانبیاء ہے۔ نبی رحمت ﷺ سے روایت منقول ہے کہ انہوں نے فرمایا

( لو كان موسى حيابين اظهركم ما حل له الا ان يتبعنى )

ترجم: اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو میری اتباء کے بغیر ان کے پاس کوئی چارہ نہ ہوتا۔

[مسند احمد ح:۱۴۶۳۱]

محققین فرماتے ہیں۔کہ یہ طے شدہ بات ہے کہ کسی صحیح یا حسن سند سے جس سے دل مطمئن ہو سکے یہ ثابت نہیں ہے کہ وہ (خضر علیہ السلام) رسول ﷺ کے ساتھ کسی بھی دن ملے ہوں اور نہ ہی وہ جنگوں میں کسی ایک جنگ میں ان کے ساتھ شریک ہوئے ہوں۔جنگ بدر کو ہی لے لیجئے۔ صادق المصدوق اپنے رب سے مدد اور کافروں کے خلاف فتح کی دعائیں مانگتے ہوئے کہتے ہیں

( اللهم ان تهلق هٰذه العصابة من لاتعبد بعدها فى الأرض )



https://quranexcel.com

ترجمہ: اے میرے معبود اگر توں اس مٹھی بھر جماعت ( مسلمانوں ) کو ہلاک کردے تو اس کے بعد پوری زمین میں تیری عبادت نہ ہو گی۔

[ صحیح مسلم۔ح: ۱۷۶۳۔ سنن الترمذی۔ح: ۳۰۸۱۔البدایۃ والنھایۃ واللفظ لہ ]

اور یہ مٹھی بھر جماعت اس روز اس میں مسلمانوں اور ملائکہ کی بڑی بڑی قدآور شخصیات موجود تھے یہاں تک کہ جبرئیل علیہ السلام بھی جیسے کہ حسان بن ثابتؓ اپنے قصیدے کے ایک شعر میں فرماتے ہیں کہا جاتا ہیں کہ عربوں کے کہے ہوئے شعروں میں یہ سب سے فخریہ شعر ہے

وبشير بدر إِذيرد وجوههم

جبريل تحت لو ائنا و محمد

ان کے چہرے۔ اور بشیر بدر

جبریل کے تحت جب ہم ہیں اور محمد۔

پس اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو اس جھنڈے کے نیچے کھڑا ہونا ان کے لئے اعلیٰ ترین مقام اور ان کے غزوات میں سب سے عظیم غزوہ ہوتا۔

حافظ ابن الجوزی رحمہ اللہ کی۔ دلیلوں میں سے کہ خضر علیہ السلام دنیا میں باقی نہیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی بیان کیا ہے۔

وَمَا جَعَلۡنَا لِبَشَرٖ مِّن قَبۡلِكَ ٱلۡخُلۡدَۖ أَفَإِيْن مِّتَّ فَهُمُ ٱلۡخَٰلِدُونَ ﴿34﴾

سورۃ الأنبیاء آیت 34

اور ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی۔ پھر کیا اگر تم مر جاؤ تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟۔

---

اگر خضر علیہ السلام موجود ہوتے تو ان کے لئے ہمیشہ کی زندگی ہوتی۔ جب کہ مذکورہ آیت مبارکہ کسی انسان کے لئے ہمیشہ کی زندگی سے انکار کرتی ہے۔ اور اللہ تعالی کا یہ فرمان بھی

وَإِذۡ أَخَذَ ٱللَّهُ مِيثَٰقَ ٱلنَّبِيِّـۧنَ لَمَآ ءَاتَيۡتُكُم مِّن كِتَٰبٖ وَحِكۡمَةٖ ثُمَّ جَآءَكُمۡ رَسُولٞ مُّصَدِّقٞ لِّمَا مَعَكُمۡ لَتُؤۡمِنُنَّ بِهِۦ وَلَتَنصُرُنَّهُۥۚ

سورۃ آل عمران آیت 81

اور جب اللہ نے سارے نبیوں سے عہد لیا کہ میں نے جو بھی تمہیں کتاب وحکمت عطا کی ہے پھر تمہارے پاس کوئی رسول آئے جو تمہارے پاس موجود شے کی تصدیق کرتا ہو۔ تو تمہیں لازمی اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔

---

ابن عباسؓ فرماتے ہے۔۔ اللہ تعالیٰ نے کوئی نبی نہیں بھیجا مگر اس سے یہ عہد لیا گیا کہ جب محمد ﷺ کو بھیجا جائے اور وہ زندہ ہوں تو ان کا اس پر ایمان لانا اور اس کی مدد کرنا ضروری ہو گا۔ بخاری نے اس کو بیان کیا ہے۔

پس خضر علیہ السلام اگر نبی ہیں یا ولی ہیں۔ دونوں طرح وہ اس میثاق و عہد سے خارج نہیں۔ اور اگر وہ رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زندہ ہوتے تو ان کا بہترین کام یہ ہوتا کہ وہ ان کی خدمت میں حاضر ہو کر اس چیز پر ایمان لاتے جو ان کی طرف نازل کی گئی ہے پھر ان کی اس طرح مدد کرتے کہ کوئی دشمن ان تک نہ پہنچنے پاتا۔ کیونکہ اگر وہ ولی تھے تو ابو بکر صدیقؓ کی شان ان سے کہیں افضل ہے اور اگر وہ نبی تھے تو نبی ﷺ کی شان ان سے کہیں افضل ہے۔

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں جابر بن عبداللہ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے۔ اگر موسیٰ علیہ السلام زندہ ہوتے تو انہیں بھی میری اتباع کے سوا کوئی چارہ نہ ہوتا۔ یہ وہ یقینی بات ہے جو قرآن سے معلوم ہوتی ہے اور اوپر درج کی ہوئی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ تمام کے تمام انبیاء بالفرض اگر رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں موجود اور زندہ مان لئے جائیں تو وہ سب ان کے پیروکار ہوتے اور ان کے اوامر کے تحت اور ان کی شریعت میں داخل ہوتے۔ جیسے کہ معراج کی رات میں جب سارے انبیاء نبی ﷺ کے


https://quranexcel.com

ساتھ ایک جگہ جمع ہوئے توان کوسب پر فوقیت دی گئ۔اور جب وہ سب ان کے ساتھ بیت المقدس کی طرف آئے اور نماز کے وقت اللہ کے حکم کے مطابق جبرائیل علیہ السلام کے کہنے پر ان سب کی امامت کروائی۔جو اس بات کی دلیل ہے کہ نبی ﷺ ہی امام اعظم ہیں۔وہی خاتم الرسول ہیں۔اللہ تعالیٰ کی رحمتیں۔برکتیں اور سلامتی ہو ان سب پر۔

**یہاں پر اب جوزی رحمہ اللہ کا کلام اختصار کے ساتھ ختم ہوا۔**

حافظ ابو الخطاب فرماتے ہے: کہ نبی ﷺ کے ساتھ ان کے مل بیٹھنے۔اور اہل بیت کے لئے ان کا دلاسہ دینے والی روایتوں کے بارے میں کوئی بھی چیز اور کوئی بھی روایت صحیح نہیں ہے اور موسیٰ علیہ السلام کے علاوہ کسی اور نبی کے ساتھ ان کی ملاقات بالکل ثابت نہیں ہے۔اور اہل نقل اس بات پر متفق ہے کہ وہ سبھی روائتیں جو ان کی حیاتِ جاوداں کے سلسلے میں وارد ہوئی ہیں۔ان میں ذرا بھی سچائی نہیں ہے ۔

اور ہاں جو باتیں بعض بزرگوں سے نقل ہوتی آئی ہیں تو وہ ایسی باتیں ہے جن پر تعجب اور حیرانگی کا ہی اظہار کیا جاسکتا ہیں۔کہ کیسے ایک عقل مند شخص کے لئے یہ موزوں ومناسب ہے کہ وہ کسی ایک ایسے بزرگ شخص سے ملے جس کو وہ جانتا ہی نہ ہو۔پھر وہ بزرگ شخص اس سے کہے کہ میں خضر ہوں تو وہ اس کو صحیح مان کر تصدیق بھی کر دے۔


https://quranexcel.com

ابراہیم الحربی سے خضر علیہ السلام کی عمر کے بارے سوال کیا گیا اور یہ بھی کہ کیا وہ باقی ہیں؟ انہوں نے جواب دیا۔ جو کسی غائب شخص کے متعلق باتیں بنائے تو اس نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ اور یہ بات تو لوگوں کے درمیان صرف شیطان نے ڈال دی ہے۔

امام بخاری سے خضر اور الیاس علیہما السلام کے بارے میں پوچھا گیا۔ کہ کیا وہ دونوں زندہ ہیں؟ تو امام بخاری رحمہ اللہ نے جواب دیا: ایسا کیسے ہو سکتا ہے؟ حالانکہ نبی ﷺ کا فرمان ہے۔

لایبقی علی راس مئة سنة من هو الیوم علی ظهرالأرض أحد

جو لوگ آج دنیا میں جی رہے ہیں ان میں سے کوئی بھی صدی کے اختتام پر باقی نہیں رہے گا۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ سے یہی سوال کیا گیا تو انہوں نے فرمایا۔

اگر خضر علیہ السلام زندہ ہوتے تو ان پر واجب تھا کہ وہ نبی ﷺ کے پاس آتے اور ان کے ساتھ مل کر جہاد کرتے اور ان سے سیکھتے جب کہ نبی ﷺ نے بدر کے دن فرمایا تھا۔ اے اللہ اگر تو اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک ہونے دے گا تو زمین میں تیری عبادت کرنے والا کوئی نہ رہے گا۔ یہ جماعت تین سو تیرہ افراد پر مشتمل تھی۔ جن کے نام بمع ولدیت اور قبیلے کے جانے پہچانے ہیں۔ تو اس وقت خضر علیہ السلام کہاں تھے؟

تقی الدین ابن تیمیہ رحمتہ اللہ علیہ نے بعض علاقوں میں جن وانسان کے دکھائی دیئے جانے کے سلسلے


https://quranexcel.com

میں اپنے بعض فتاوی میں فرماتے ہیں۔اور ایسے ہی وہ لوگ جو کبھی کبھار خضر علیہ السلام کو دیکھنے کا دعویٰ کرتے ہے وہ ایک جن ہے جس کو انھوں نے دیکھا ہے اور اس کو کئی ایسے لوگوں نے بھی دیکھا ہے جن کو میں جانتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے خضر علیہ السلام کو دیکھا ہے در حقیقت وہ جن کے ساتھ بیٹھتے ہیں۔ جس کو انھوں نے مسلمانوں پر خلط ملط کر دیا ہے۔

صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین میں سے کسی نے یہ بیان نہیں کیا کہ ان میں سے کسی نے خضر علیہ السلام کو دیکھا۔اور نہ ہی یہ کہا گیا کہ خضر علیہ السلام نبی ﷺ سے ملے تھے۔

کیونکہ صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین علم اور مرتبہ میں اس سے کہیں برتر تھے کہ شیطان ان پر اس معاملے کو مشکوک بنا دیتا۔

لیکن ان کے بعد بہت ساروں کو اس نے اس معاملے پر مشتبہ بنا دیا۔ وہ شیطان ان میں سے کسی کے سامنے نمودار ہوتا تو کہتا۔ کہ میں خضر ہوں اور حقیقت میں وہ جن ہوتا۔ جیسا کہ کچھ لوگ اپنے مردے کو آتے جاتے دیکھ لیتے ہیں۔ وہ ان کے ساتھ بہت سارے امور۔ معاملات اور ضروریات کے بارے میں باتیں کرتا بھی ہے۔ دیکھنے وال اس کو اپنا کوئی مردہ تصور کرتا ہے حالانکہ وہ شیطان ہوتا ہے جو اس کی شکل و صورت اختیار کئے ہوتا ہے۔

تقی الدین ابن تیمیہ رحمہ اللہ کا کلام اختصار کے ساتھ یہاں ختم ہوا۔

ابن الجوزی رحمہ اللہ عقلی دلیلوں میں سے دس۔ وجود کے بنا پر یہ بیان کرتے ہے کہ خضر علیہ السلام دنیا میں موجود نہیں ہے۔ وہ فرماتے ہیں۔

جس نے بھی ان کی زندگی ثابت کی۔ وہ کہتا ہے کہ آدم علیہ السلام کی ذرّیت اسی کی پشت سے ہے اور اس کا کہنا درجہ ذیل اسباب کی بناء پر غلط ہے۔

(الف) کہ اس وقت اس کی عمر بوحسنا مؤرخ کی کتاب میں ذکر کے مطابق چھ ہزار (۶۰۰۰) سال ہے اور انسانوں کے حق میں عام طور پر ایسا ہونا بعید ہے۔

(ب) اگر کوئی ذرّیت اسی کی پشت سے ہو یا اس کی اولاد کی چوتھی پشت سے ہو جیسا کہ لوگ خیال کرتے ہیں اور یہ کہ وہ ذوالقرنین کا وزیر رہا ہے۔ تو وہ مخلوق ہماری طرح کی مخلوق نہیں تھی بلکہ وہ لمبائی اور چوڑائی میں ہم سے زیادہ تھے۔ صحیحین میں ابوہریرہؓ رسول اللہ ﷺ سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ۔ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا فرمایا تو ان کی لمبائی ساٹھ (۶۰) گز تھی اور اس کے بعد انسان کا قد گھٹتا رہا۔ اور جس کسی نے بھی خضر علیہ السلام کو دیکھا ان میں سے کسی نے یہ نہیں کہا کہ اس نے انکو بڑی عظیم جسامت میں دیکھا حالانکہ وہ اولین لوگوں میں سے ہیں۔

(ج) اگر خضر علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام سے پہلے تھے تو وہ ضرور ان کے ساتھ کشتی میں سوار ہو جاتے مگر کسی نے بھی اس چیز کا ذکر نہیں کیا ہے۔


https://quranexcel.com

(ح) علماء کرام اس بات پر متفق ہیں کہ نوح علیہ اسلام جب کشتی سے اتر آئے تو وہ سب لوگ وفات پا گئے جو ان کے ساتھ تھے پھر ان سب کی نسل بھی مر گئی۔ اور نوح علیہ السلام کی نسل کے بغیر کوئی بھی نہ بچا۔ اس بات کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

وَلَقَدْ نَادٰنَا نُوحٌ فَلَنِعْمَ ٱلْمُجِيبُونَ ﴿75﴾ز صلے وَنَجَّيْنٰهُ وَأَهْلَهُۥ مِنَ ٱلْكَرْبِ ٱلْعَظِيمِ ﴿76﴾ز
صلے وَجَعَلْنَا ذُرِّيَّتَهُۥ هُمُ ٱلْبَاقِينَ ﴿77﴾ز صلے

سورۃ الصافات آیت ۷۵ تا ۷۷

اور البتہ یقیناً نوحؑ نے ہم سے دعا کی پھر (دیکھ لو کہ ہم) کیسے بہترین دعائیں قبول کرنے والے ہیں۔ اور ہم نے اسے اور اس کے گھر والوں کو بڑی مصیبت سے نجات دیدی۔ اور ان ہی کی اولاد کو ہم نے باقی رہنے والا بنا دیا۔

---

یہ آیت ایسے شخص کی بات کو جھٹلا دیتی ہے جو کہتا ہے کہ خضر علیہ السلام۔ نوح علیہ السلام سے پہلے تھے

۔

(د) اگر یہ بات صحیح ہوتی کہ کوئی انسان ولادت سے لے کر قیامت تک زندہ رہ سکتا ہے اور اس کی ولادت نوح علیہ السلام سے پہلے ہوئی ہوتی تو یہ بات نہایت عظیم ترین اور عجائبات میں سے ایک ہوتی۔ اور



https://quranexcel.com

قرآن کریم میں اس کا ذکر بہت ساری جگہوں پر آتا۔ کیونکہ یہ ربوبیت کی عظیم ترین نشانیوں میں سے ایک ہوتی۔ جب کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ایسے شخص (نوح علیہ السلام) کا ذکر فرمایا ہے جس کو اس نے ساڑھے نوسو سال (۹۵۰) کی زندگی عطا فرمائی اور اس کو ایک آیت اور نشانی قرار دیا تو پھر اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جس کو اس نے قیامت تک کی زندگی دے دی ہو۔ اور اسی لئے بعض علماء نے کہا ہے کہ یہ بات (حیات خضر علیہ السلام) صرف شیطان نے لوگوں کے اندر ڈال دی ہے۔

(ذ) خضر علیہ السلام کے حیات جاوداں پانے پر کوئی بات کہنا ایسا ہے جیسے اللہ پر بغیر علم کے کوئی بات کہنا ہے۔ اور قرآن کی آیات کے مطابق ایسا کرنا حرام ہے۔

اگر ان کی زندگی واقعی قیامت تک طے شدہ ہوتی تو ضرور قرآنی آیت یا سنت یا اجماع امت اس پر دلالت کرتے۔ کتاب اللہ میں کہاں خضر علیہ السلام کی حیات کے بارے میں ذکر ہے؟۔ سنت رسول ﷺ کو ٹٹول دیکھئے کہاں پر اس میں کوئی ایسا فرمان موجود ہے جو اس بات پر کسی بھی طرح سے دلالت کرسکے ؟۔ اور کہاں پر علماء امت کا ان کی حیات پر اجماع ثابت ہے؟

(ز) جو لوگ ان کے حیات ہونے کی بابت کہتے ہیں۔ ان کی ایک انتہا ہے جس کو وہ تھامے ہوئے ہیں۔ یہ ایسی بیان کردہ حقایتیں ہیں جنہیں کوئی شخص بیان کرتا ہے اور کہتا ہے کہ اس نے خضر علیہ السلام کو دیکھا اور بس! کتنی حیران کن بات ہیں؟۔ کیا خضر علیہ السلام کی کوئی پہچان ہے جسکے ذریعے اسکو دیکھنے والا

شخص پہچان لے ؟ان میں سے اکثر لوگ اس کے یہ کہنے سے دھوکے میں آجاتے ہیں۔کہ میں خضر ہوں ۔اور طے شدہ بات تو یہ ہے کہ اس خضر کہنے والے کی اللہ کی جانب سے بغیر کسی قطعی برہان ودلیل کے تصدیق کرنا بالکل مناسب نہیں ہے۔دیکھنے والے کو یہ کیسے پتہ چل سکتا ہے کہ اس کو یہ خبر دینے والا سچا ہے۔کہیں جھوٹ تو نہیں بول رہا۔

(ھ) خضر علیہ السلام نے موسیٰ بن عمران کلیم اللہ علیہ السلام سے علیحدگی اختیار کی اور

ان کے ساتھ نہیں رہے اور ان سے کہا

قَالَ هَٰذَا فِرَاقُ بَيْنِي وَبَيْنِكَ ۚ سَأُنَبِّئُكَ بِتَأْوِيلِ مَا لَمْ تَسْتَطِع عَّلَيْهِ صَبْرًا ﴿78﴾

سورۃ الکہف آیت ۷۸

(خضر نے) کہا کہ اب میرے اور تیرے درمیان علیحدگی ہے۔اب میں تجھے ان باتوں کی حقیقت بتاتا ہوں جن پر تم صبر نہیں کر سکے۔

---

خضرؑ نے جو کام کئے وہ خلافِ شریعت تھے جن پر موسیٰ علیہ السلام صبر نہ کرسکے اور یوں ان کی جدائی ہو گئی ۔


https://quranexcel.com

اور آج وہ شریعت سے دور ناداں و جاہل لوگوں سے ملاقاتیں کرتے پھریں جو نہ جمعہ۔نہ ہی جماعت۔اور نہ کسی علمی مجلس میں حاضر ہوتے ہیں۔نہ ہی ان کو شریعت کا صحیح علم ہوتا ہے۔اور ہر ایک ان میں سے یہی کہتا ہے۔کہ خضر علیہ السلام نے ایسا فرمایا۔یا خضر علیہ السلام میرے پاس آئے۔یا خضر علیہ السلام نے یہ وصیت کی۔ تعجب کی بات ہے کہ موسیٰ علیہ السلام تو اس خضر علیہ السلام کو چھوڑ دیتے ہے اور وہ صحابہ کرامؓ کے بعد کچھ جاہل اور نادان لوگوں سے مل کر انہیں دین سکھاتے پھرتے ہیں۔جو نہ تو وضو کا صحیح طریقہ اور نہ ہی نماز کا طریقہ جانتے ہیں !۔

ابن کثیر رحمہ اللہ نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے: کہ امام نووی رحمہ اللہ اور اس کے علاوہ کچھ دوسرے علماء۔خضر علیہ السلام کے آج تک اور پھر قیامت تک زندہ ہونے اور رہنے کے سلسلے میں دو قول بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں۔

ابن الصّلاح نے ان کی حیات کی بات کی ہے اور اس بارے میں سلف اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں سے بہت سارے آثار و حقایتیں بیان کی ہیں اور اس کا ذکر بعض احادیث میں بھی آیا ہے لیکن ان میں کوئی بھی حدیث صحیح نہیں ہے۔ان حدیثوں میں سے سب سے زیادہ مشہور تعزیت کی حدیث ہے جس کی سند بالکل ضعیف ہے۔

(تفسیر ابن کثیر ج ۳ ص ۹۹)



https://quranexcel.com

ابوالحسین بن المنادی ایسے شخص کی بات کو بہت برا سمجھتے جو یہ کہتا۔ کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں۔

(روح المعانی۔ج:۱۰۔ ص:۳۲۰)

امام و محدّث شیخ محمد بن السید درویش فرماتے ہیں۔ کہ ان کی زندگی کے سلسلے میں کوئی ایسی دلیل وارد نہیں ہوئی ہے جس پر اعتماد کیا جاسکے۔

(بحوالہ۔إسنی مطالب۔ ص:۲۹۶)

أسنى المطالب ۔کے مؤلف فرماتے ہیں: سنت نبویہ میں ایسی کوئی دلیل نہیں ہے جو یہ بتائے خضر علیہ السلام زندہ ہیں یا وہ مر چکے ہے۔ان کی زندگی کے بارے میں کوئی چیز صحیح نہیں اور نہ ہی ہر سال الیاس علیہ السلام کے ساتھ ان کی ملاقات کرنے کے بارے میں کوئی چیز درست ہے۔اس صورت میں تو یہ لازمی ہوگا کہ الیاس علیہ السلام بھی زندہ ہیں جبکہ اہل اسلام میں سے کسی نے بھی یہ بات نہیں کہی۔

(بحولہ۔إسنی المطالب۔ ص۲۹۸۔

اگر خضر علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے زمانے میں زندہ ہوتے تو ان کہ افضل ترین حالت یہ ہوتی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ساتھ ہوتے کیونکہ اگر تمام انبیاء بھی زندہ ہوتے تو رسول اللہ ﷺ کی اتباع ان سب پر لازم ہوتی۔اور رہے خضر علیہ السلام تو ایسی کوئی صحیح نص وارد نہیں ہوئی ہے جو ہمیں یہ بتائے کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے ملے ہوں۔اور اگر وہ موجود ہوتے تو وہ ضرور رسول اللہ ﷺ سے

قرآن وسنت کی تبلیغ کرتے اور یہ اللہ کے بندوں میں سے انبیاء وصالحین کا سب سے افضل عمل ہوتا ہے ۔کچھ ایسی صحیح احادیث مبارکہ ہیں جن میں رسول اللہ ﷺ کا ایک معجزے کا ذکر ہوا ہے جب ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے غیوب میں سے ایک غیب پر مطلع فرمایا۔

رسول اللہ ﷺ فرماتے ہے

تمہاری جو یہ رات گزری پس بے شک صدی کے آخر تک ان لوگوں میں سے کوئی بھی زندہ نہیں رہے گا جو آج سطح زمین پر جی رہے ہیں۔

( صحیح مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ باب۔ لاتاتی مائیۃ سنۃ منھا لایبقی نحن ھو علی ظھر الأرض۔ ح: ۲۵۳۷۔۔ ورواہ ابوداؤد والترمذی واحمد)

صحیح احادیث میں کوئی ایسی حدیث نہیں ہے جو آج ان کے زندہ ہونے پر دلالت کر سکے۔ پس خضر علیہ السلام اگرچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کا زمانہ نہ پایا جیسا کہ غالب گمان ہے جو کہ قوت میں قطعیت کے درجہ کو جا پہنچتا ہے پھر کوئی اشکال باقی نہیں رہتا۔اور اگر بالفرض انہوں نے وہ زمانہ پا بھی لیا ہو تو آج وہ مفقود ہیں موجود نہیں۔ کیونکہ وہ بھی رسول اللہ ﷺ کے اس عمومی فرمان میں داخل ہیں اس کی بنیاد ان کو علیحدہ سے خصوصیت دینے والی کوئی دلیل موجود نہیں ہے۔ یہاں تک کہ یہ کسی ایسی صحیح دلیل سے ثابت نہ ہو جائے جس کو قبول کرنا واجب ہو جائے۔ واللہ اعلم

(الحضر بین الواقع والتھویل نقلا عن البدایہ والنھایہ لابن کثیر۔ ج ا۔ ص ۳۳۶)

صحیح نصوص کے ساتھ ہتھیار ڈال دینا ہی زیادہ محفوظ اور انصاف کے نزدیک ہے۔اس بات میں بھی کوئی شک نہیں ہے۔ کہ جو شخص خوابوں اور کشف پر اعتماد کرکے صحیح نصوص کو چھوڑ دیتا ہے وہ ضرور خرافات میں پڑ جائے گا۔ پھر وہ اپنی زندگی کو ایک بڑے وہم وگمان میں بدل ڈالے گا۔ صوفیہ کی جماعت خضر علیہ السلام کے وجود اور ان کے آج تک زندہ و باقی رہنے پر اعتماد کرتے ہیں۔اس بارے میں انہوں نے بہت سارے قصے اور حکایتیں بیان کی ہیں۔ وہ کہتے ہے کہ وہ (خضر) ان سے ملتے ہیں۔ان کے ساتھ مشورے کرتے ہے۔ وہ ان کی مجلسوں میں آتے ہیں اور وہ ان کا استقبال کرتے ہیں۔

جیسے کہ ابن آدہم۔ بشر الحافی معروف الکرنی۔ جنید (بغدادی) اور ابن عربی کی مثال ہے۔

ابن عربی اپنی کتاب۔ التذکاری میں کہتے ہے۔ کہ وہ خضر سے ملے اور انہوں نے خضر علیہ السلام کو صوفیت کا لبادہ پہنایا۔ یہ سب کچھ مکہ مکرمہ میں حجرِ اسود کے مقابل انجام پایا۔اور انہوں نے اس سے مقامات شیخ (یعنی اہل تصوف) کی قدم بوسی کا احد لیا۔ حالانکہ وہ اس لبادے کو خضر علیہ السلام کے ہاتھوں پہنانے میں ڈانواڈول تھے۔ یہاں تک کہ خضر علیہ السلام نے ان کو یہ جانکاری دی کہ انہوں نے خود اس کو فیوض و برکات کے منبع مدینہ مشرفہ میں رسول اللہ ﷺ کے دستِ مبارکہ سے پہنایا ہے۔

(التذکاری۔ ص ۳۰۴)

اور وہ باتیں جن کو بعض لاعلم اور نادان تصوف کا شکار لوگ پھیلاتے اور عام کرتے ہیں در حقیقت وہ شیطانی خیالات اور بیہودہ باتیں ہیں۔اور کوئی مسلمان کیسے اس بات کو جائز قرار دے سکتا ہے کہ وہ کسی ایسی چیز کو ثابت کرے جس کے بارے میں اس کو کوئی علم ہی نہ ہو۔حالانکہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہر مسلمان سے یہ بات کہہ رہے ہیں۔

وَلَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِۦ عِلْمٌ ۚ إِنَّ ٱلسَّمْعَ وَٱلْبَصَرَ وَٱلْفُؤَادَ كُلُّ أُو۟لَٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔولًا ﴿36﴾

سورۃ الاسراء آیت 36

اور جس بات کا تجھے کوئی بھی علم نہیں اس کے پیچھے نہ پڑ جایا کرو۔بیشک کان۔اور آنکھ۔اور دل ودماغ۔ہر ایک سے ضرور بازپرس ہو گی۔

---

درج ذیل سارے علماء کا یہ ماننا ہے کہ خضر علیہ السلام رحلت فرما چکے ہیں۔

امام بخاری۔ابراھیم الحربی۔ابوالحسن بن المنادی۔اب الجوزی۔ابن حزم الظاہری۔ابو بکر بن العربی۔علی بن موسیٰ الرضی۔ قاضی ابو لیعلی۔ابو یعلی بن الفراء۔ابو طاہر العبادی۔ابو حیان الاندسی۔

اور آخر میں یہی کہنا مناسب ہوگا کہ یہ جو کچھ بیان کیا گیا ہے۔اسے علماء کرام کے اقوال کی حقیقت پر پرکھنا چاہیئے۔بے شک اٹکل اور گمان حق کے مقابلے کوئی فائدہ نہیں دیتا اور ہر مسلمان کو جان لینا چاہیئے کہ وہ اپنے ہر قول و عمل کو انجام دینے میں کتاب وسنت کو مضبوطی سے تھامنے کا پابند ہے اور اس بات کا بھی پابند ہے کہ وہ باطل پرستوں کے اندازوں۔ مقلدین کے دعووں اور جھوٹوں کے بہکاوے کی طرف مائل نہ ہو۔

مزید معلومات کے لئے مندرجہ ذیل کتابوں کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے۔

عجلة المنتظر فی شرح حالة الخضر ۔یہ امام اب جوزی کی تالیف ہے ابن جوزی نے یہ ا کتاب عبدالمغیث کی کتاب کے رد میں لکھی ہیں اسی طرح شیخ ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے بھی ان کی وفات کے بارے میں ایک جزء لکھا ہیے جیسے کہ ان کے شاگرد ابن قیم نے اپنے رسالہ۔اسماء مؤلفات ابن تیمیة مین اس کو بیان کیا ہے۔اس رسالہ کو دمشق میں ۱۳۸۷ھ میں المجمع العلمی نے چھپایا ہے۔

کشف الحذر عن أمر الخضر۔ علی القاری کی کتاب ہے جس میں اسی مسئلے کے بارے میں ایک جز لکھا ہے ج۔ یہ کتاب روس کے پرانے شہر قازان علاقے میں چھپ چکی ہے۔

الاصابة۔ حافظ الحجر رحمہ اللہ نے خضر علیہ السلام کے متعلق لمبی تائیف لکھی ہے اور اس مسئلے پر بیان کی گئی باتوں کا مناقشہ کیا ہے۔

فتح الباری۔ حافظ بن حجر نے بھی اس موضوع پر لمبی چوڑی بحث کی ہے۔ جسے ابن کثیر نے البدایة والنہایة۔ میں اس کے متعلق وسیع بحث کی ہیں۔

## زیارت قبور

جس طرح کہ اسلام نے قبروں کو سجدہ گاہیں بنا کر ان پر نماز پڑھنے۔ یا ان کو پختہ بنانے۔ یا ان پر تختیاں لگانے۔ یا ان کو روندنے۔ یا ان کے پاس ذبح کرنے۔ یا ان پر عمارات بنانے سے منع کیا ہے۔ ٹھیک اسی طرح اسلام میں زیارت کرنے کو مباح بھی قرار دیا۔اور مسلمانوں کو نصیحت اور عبرت حاصل کرنے کے لئے زیارت قبور کا حکم دیا ہے۔ابن تیمیہ رحمہ اللہ اس سلسلے میں فرماتے ہیں : جان لو کہ انبیاء اور دوسرے سارے مسلمانوں کی قبروں کی زیارت دو طرح کی ہیں۔

۱۔ زیارة شرعیة

۲۔ زیارة بدعیة

زیارة شرعیة: زیارت شرعیہ کا مقصد ان پر سلام بھیجنا اور ان کے لئے دعا کرنا ہے۔ جیسے کہ صحیح حدیث میں بریدہ رضی اللہ عنہ منقول ہے وہ فرماتے ہے: رسول اللہ ﷺ ان کو سکھاتے تھے کہ جب وہ قبروں کی طرف نکلا کرے تو یہ کہا کرے


https://quranexcel.com

السلام علیکم أهل الدیار من المؤمنین والمسلمین ۔و إنا إن شاء اللہ بکم لاحقون۔ أنتم لنافرط ۔ و نحن لکم تبع ۔ نسال اللہ ولکم العافیة

ترجمہ :اے مؤمنوں اور مسلمانوں میں سے مدفون لوگو تم پر اللہ کی سلامتی ہو بے شک ہم بھی تم سے ملنے والے ہے تم ہم سے پہلے چلے گئے ہو اور ہم تمارے پیچھے پیچھے آنے والے ہے ہم اپنے اور تمارے لئے اللہ سے عافیت مانگتے ہیں۔

ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہے؛زیارت شرعیہ جس کو رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کے لئے سنت قرار دیا وہ مردے پر سلام اور اس کے لئے دعا کرنے پر مشتمل ہے۔یہ اس کے جنازے پر دعا کے مانند ہے۔پس جنازے کی نماز پڑھنے والے کا ارادہ میت کے لئے مغفرت ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ اس کی دعا سے میت پر رحم فرماتا ہے۔اور خود اس شخص پر بھی (جو میت کے لئے دعا کرنے والا ہے) اسکی دعاؤں پر اجر دیتا ہے۔اسی طرح اس شخص کو اجر ملتا ہے جو مشروع طریقہ پر قبروں کی زیارت کرتا ہے۔ان کو سلام کہتا ہے اور ان کے لئے دعا مانگتا ہے۔اس کی دعا کی وجہ سے ان پر رحم کیا جاتا ہے اور اس کو ان کے ساتھ احسان کرنے کے سبب اجر دیا جاتا ہے۔

(مجموع الفتاوی الکبری۔ج ۴)



https://quranexcel.com

زیارت بدعیہ یہ ہے کہ وہ (مسلمان) ان کی زیارت مشرکوں کے انداز میں کرے۔ یا اس انداز میں جس کو بدعتی لوگ مردوں کی دعا کے لئے اختیار کرتے ہے۔ ان سے اپنی حاجتیں طلب کرتے یا یہ اعتقاد رکھتے ہیں کہ ان میں سے کسی کی قبر کے پاس دعا مانگنا مسجدوں اور گھروں میں دعا مانگنے سے زیادہ افضل ہے۔ یا یہ کہ اللہ پر ان کے ذریعے قسم کھاتا اور اللہ تعالیٰ سے ان کے ذریعے (یعنی واسطے سے) سوال کرتا اور مانگتا ہے۔ اور سمجھتا ہے کہ یہ ایک مشروع معاملہ ہے جو دعا کی اجابت کا ذریعہ ہے۔ تو اس جیسی زیارت بدعت ہے جس سے منع کیا گیا ہے۔ اور ایسی زیارت قطعی طور پر نبی ﷺ کی سنت نہیں ہے۔ اور نہ ہی اس امت کے سلف الصالحین میں سے اور نہ امت کے ائمہ کرام میں سے کسی نے ایسی زیارت قبور کو ٹھیک سمجھا ہے۔ بلکہ ایسی زیارت ان لوگوں کا عمل ہے جن کی کوشش اس دنیاوی زندگی میں بے کار ہو گئی حالانکہ وہ سمجھتے ہے کہ وہ بہترین کام کر رہے ہیں۔

کتنی بہترین بات ہے جس کسی نے بھی کہی ہے کہ زیارت قبور جیسی بھی ہو نبی ﷺ سے ثابت کیفیت کے مطابق سنت مشروعہ ہے۔ لیکن جو مدفون لوگوں سے مدد طلب کرنا چاہے۔ جو ان کو اپنی کسی غرض سے پکارے۔ دور یا نزدیک سے حاجات پورا کرنے کا ذریعہ سمجھے۔ ان پر نذر مانے۔ قبروں کو پختہ کرے۔ ان پر پردے لٹکائے یا کپڑے ڈالے۔ ان پر روشنی کرے۔ ان پر ہاتھ پھیر کر خود پر ملے۔ اللہ کے سوا کسی کی قسم کھائے۔ اور اس سے ملتی جلتی جتنی بدعات کی چیزیں اپنائے۔ یہ سب ایسے گناہ

کبیرہ ہے جن کی مخالفت کرنا واجب ہے۔اور ایسے عملوں کے لئے غیر شرعی تعبیر نہیں کی جانی چاہیئے۔اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔

وَمَا خَلَقْتُ ٱلْجِنَّ وَٱلْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿56﴾

سورۃالذاریات آیت 56

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو محض اس لئے پیدا کیا ہے کہ میری عبادت کریں۔

---

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں: عبادت کو صرف اس صورت میں عبادت نام دیا جاسکتا ہے جب اس کے ساتھ توحید شامل ہو۔جیسے کہ نماز کو صرف اس وقت نماز کہا جائے گا جب وہ طہارت کے ساتھ ہو۔جو کہ اس وقت فاسد ہو جاتی ہے جب کوئی نجس چیز یا عمل طہارت میں مخل ہوتا ہے۔چونکہ سب شرکیہ اعمال نجس ہوتے ہیں جن کا عبادت میں مل جانا بھی ایسے ہی عبادت کو بگاڑ دیتا ہے جیسے کوئی غلاظت طہارت کو ختم کر دیتی ہے۔اور اس طرح سے اچھے اعمال بھی بالکل ضائع ہو جاتے ہیں ۔اور وہ شرک کرنے والا جہنم میں ہمیشہ رہنے والوں میں سے ہو جاتا ہے۔

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿48﴾

سورۃالنساء آیت 48

بلاشک وشبہ اللہ اس گناہ کو معاف نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنادیا جائے۔اور اس کے علاوہ جس کے لئے چاہے وہ بخش دیتا ہے۔اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنالیا تو یقینی طور پر اس نے بہت بڑے گناہ کی بات گھڑ لی۔

---

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿116﴾

سورۃالنساء آیت 116

کچھ شک نہیں کہ اللہ اس کے گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنادیا جائے۔اور اس کے علاوہ جس کے لئے چاہے وہ معاف کر دیتا ہے۔اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرالیا تو یقینی طور پر وہ گمراہی میں پرلے درجے کا گمراہ ہوگیا۔

---

محقق ابن القیم جوزی فرماتے ہیں: عبادت دو اصلوں کو ایک ساتھ جمع کرتی ہے۔

ایک تعبّد انتہائی درجے کی محبتی عبادت۔دوسرے مذلّل انتہائی درجے کا سر تسلیم خم۔

عرب کہتے ہے: طریق معبد أی مذلّل ۔ایساراستہ جو بہت زیادہ چلنے سے ہموار ہوگیا ہو۔

اور تعبّد کہتے ہیں بہت زیادہ خضوع اور اپنے آپ کو حقیر بنالینا اس کے لئے جس سے وہ محبت کرتا ہو۔

## خضر علیہ السلام کے آثار کی طرف منسوب شعبدے

بعض اسلامی ممالک میں شعبدہ باز اور جھوٹے صوفیہ اور ان کے علاوہ دوسرے باطل عقائد رکھنے والوں نے بہت ساری خرافات ایجاد کی ہیں جن کو انہوں نے جھوٹ اور بہتان کے طور پر خضر علیہ السلام اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں کی طرف منسوب کیا ہے اور ان پر قبے یعنی عمارتیں تعمیر کی ہیں تاکہ وہ ان سے لوگوں کا مال ہڑپ کر سکیں اور اس کو غلط طریقے سے کھانے کی راہ ہموار کر سکیں۔جس کی وجہ سے کم عقل اور نادان لوگ ایسی خرافات میں الجھ جاتے ہیں جو کہ۔آثار خضر۔کے نام سے جانے پہچانے جاتے ہیں۔وہ بڑے خشوع کے ساتھ ان کے سامنے کھڑے ہوتے ہیں اور ان پتھروں سے اپنے بیماروں کی شفا اور اپنے سے دور رہنے والوں کی واپسی کے خواستگار ہوتے ہیں۔اور ان سے اپنی بانجھ عورتوں کے حاملہ ہونے کی دعائیں مانگتے ہیں۔ان کے لئے نذریں مانتے ہیں۔ان کے سامنے بکریوں کے بچے ذبح کرتے ہیں۔ان کے ستونوں پر ہاتھ پھیرتے ہیں اور ان کو خوشبو سے معطّر کرتے ہیں اس سوچ کے ساتھ کہ وہ ایک ایسے واجب عمل کو انجام دے رہے ہیں جس سے مقصد پورا ہو جائے گا۔اور وہ نہیں



https://quranexcel.com

تفریق کر پاتے ہیں کہ یہی وہ شرک ہے جس سے انسان پستیوں میں لڑھکتا اور گرتا چلا جاتا ہے جیسے کہ درج ذیل آیات میں اللہ جل شانہ کا فرمان ہے۔

حُنَفَآءَ لِلَّهِ غَيْرَ مُشْرِكِينَ بِهِۦۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَكَأَنَّمَا خَرَّ مِنَ ٱلسَّمَآءِ فَتَخْطَفُهُ ٱلطَّيْرُ أَوْ تَهْوِى بِهِ ٱلرِّيحُ فِى مَكَانٍ سَحِيقٍ ﴿31﴾

سورۃ الحج آیت 31

خالص یکسوئی کے ساتھ اللہ ہی کے ہو کر رہو اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور جو کوئی بھی اللہ کے ساتھ شریک مقرر کرلیتا ہے تو گویا کہ وہ آسمان سے گر پڑا تو پرندوں نے اس کو نوچ لیا یا ہوا نے ہی اڑا کر اسے کسی دور دراز جگہ پر پھینک دیا۔

-----------------------------------------------------

لَقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ ٱلْمَسِيحُ يَٰبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿72﴾

سورۃ المائدۃ آیت 72

البتہ یقینی طور پر وہ لوگ کافر ہو گئے جو کہتے ہیں۔ بیشک اللہ جو ہے وہی مسیح ابن مریمؑ ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے اولادِ اسرائیل ! ۔ اسی اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی اور تمہارا بھی رب ہے۔ کچھ شک نہیں جو بھی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا تو یقینی طور پر اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہو گیا۔ اور ایسے ظالم لوگوں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔

---

ان سبھی قطعی اور باطل کو مٹانے والی دلیلوں کے ہوتے ہوئے بھی ہم بہت سارے مسلم ممالک میں یہاں وہاں ہر طرف ایسے لوگوں کے بہت سارے قبے بکھرے دیکھتے ہیں جنکی عوام میں شہرت ہوتی ہے اور ایسی عجیب و غریب حکایات بتائی جاتی ہیں جن کی وجہ سے سادہ لوح لوگ اس بات پہ آمادہ ہو جاتے ہیں کہ یہ واقعی ہی خضر علیہ السلام کے آثار ہیں۔ جیسے ابو زیدان۔ یا ابو ھیثم الجرانی شیعی۔ یا ابو محیتہ۔ یا نبی صالح علیہ السلام کے آثار ہیں۔ اور وہ ان کو عظیم ہستیوں۔ یعنی صعصعتہ۔ ابن سلومان۔ حسین بن علی رضی اللہ عنہا۔ احمد البدوی اور سیدہ زینب کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ بھی عجوبات میں سے ہے کہ زینب ہیں تو ایک مگر ان کی تین تین قبریں ہیں۔ ایک مصر میں دوسری شام میں اور تیسری عراق میں۔ حسین کی بھی ایک سے زیادہ قبریں ہیں جس طرح کہ رفاعی کی بہت ساری قبریں ہیں اور یہ عام لوگوں کی جہالت اور کند ذہنی پر دلالت کرتا ہے۔ کم سے کم یہ تو وہ سوچ سکتے تھے کہ ایک ہی آدمی کی کئی کئی قبریں کیسے ہو سکتی ہیں؟

اور ہم مقام عدن میں عیدوس اور ابوالعلی۔ شمالی یمن میں اہدل۔ عائشہ۔ سکینہ اور ابوالعباس۔ کربلا میں علی بن إبي طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے علاوہ بہت سارے لوگ جن سے خرافیوں اور بہتان بازوں کا تعلق ہے۔ان کو بھلا نہیں سکتے بلکہ ہم نے تو ان کو بڑی مصیبت اور شرک اکبر میں پایا جس سے کہ ابن قیم نے اپنے نونیہ قصیدے میں یہ کہتے ہوئے ڈرایا

والشرك فاحذره فشرك ظاهر۔۔۔۔ذا القسم ليس بقابل الغفران

وهو اتخاذ ند للرحمن أيا۔۔۔۔كان من حجر و من إنسان

يدعوه أو يرجوه ثم يخافه۔۔۔۔۔ ويحبه كمحبة الديان

واذا ذكرت الله توحيد رأيت۔۔۔۔۔ وجوههم مكسوفة الألوان

والله ماشموا روئح دينة۔۔۔۔۔۔۔ ياز كمة أعيت طبيب زمان

ترجمہ :۔اور تم شرک سے ڈرو۔پس شرک مختلف اقسام کے ساتھ ظہور پذیر ہیں جو مغفرت کے قابل نہیں ہو سکتے۔

اور وہ (شرک کہ) رحمٰن کا ساتھی بنالینا ہے۔ چاہے وہ کوئی پتھر یا انسان ہو۔

اس کو پکارتا ہے۔اس سے امیدیں وابستہ کرتا ہے اور اس ڈرتا ہے اور اسے محبت دیتا ہے جیسے بدلہ دینے والے (اللہ) سے محبت کرتا ہے۔

اور جب تم صرف تنہا اللہ کو یاد کروگے تم انکے چہروں کے رنگ پھیکے پڑتے دیکھوگے۔

قسم اللہ کی ! وہ اس کے دین کی مشک بھی نہ سونگھ سکے۔اے زکام زدہ شخص ! تو نے زمانے کے طبیب کو تھکا دیا۔

اور معاملے کی سنگینی کے باوجود یہ قبے اکثر مسلم شہروں میں پھیلے ہوئے ہیں اور اکثر مسلمان شرک اکبر میں گرفتار ہوگئے ہیں۔ والعیاذ باللہ۔ میں نے مصر میں بہت ساری عورتوں کو ان قبروں کا طواف کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے اپنے ان ساتھیوں میں سے ایک سے پوچھا جو میرے تھے کہ یہ عورتیں کیا کر رہی ہیں ؟ اس نے جواب دیا کہ یہ ان قبروں کا طواف کر رہی ہیں : میں نے پوچھا کیوں ؟ اس نے کہا : کہ انکا اعتقاد ہیں کہ یہ مدفون لوگ مانگنے والوں کی ضرورتوں کو پورا کرنے کی طاقت رکھتے ہیں۔ میں اِزہر کے شہر میں ان لوگوں کی یہ حالت دیکھ کر بہت غمگین ہوا اور مجھے امام مجدد محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ کی دعوت سے پہلے نجد کی حالت یاد آگئی۔ جہاں حاملہ عورت کھجور کے درخت کے تنے سے لپٹ کر کہتی تھی : اے نروں کے نر ! میں سال بیتنے سے پہلے بچہ چاہتی ہوں۔ میں نے اپنے اس سفر کے دوران بہت سارے مردوں۔ عورتوں اور علماء سوء کو قبروں کے ارد گرد طواف کرتے۔ انکا قبروں کیلئے نذر کیئے گئے جانوروں کے گوشت اور مٹھائیاں بانٹتے اور ان قبروں کے قبوں پر سبز جھنڈے بلند کرتے دیکھا ہے حالانکہ ان مسلم حکومتوں کی یہ ذمہ داری بنتی تھی کہ وہ شرک کے ذرائع کو بند کرنے اور لوگوں کے عقائد کو

کفروالحاداور ضیغ وضلال سے بچانے کیلئے ان قبّوں کو تہس نہس کر دیتیں۔اور ان کی یہ بھی ذمہ داری تھی کہ وہ لوہے کے ہاتھ سے ان جھوٹوں اور گرے ہوئے لوگوں کے ہاتھوں پر وار کریں جو عامتہ الناس کیلئے شرک وہ گمراہی کو سجاتے سنوارتے ہیں اور فساد وبگاڑ کو عام کرتے ہیں۔اور بہت سارے مسلمانوں کی عقل وفہم پر وہ ایک چھاپ ڈالنے میں کامیاب ہوچکے ہیں یہاں تک کی وہ ( مسلمان) ان کے جھوٹ کے پلندوں پر ان کی پیروی کرنے پر آمادہ ہوچکے ہیں۔

مسلمان علماء پر دعوت و تبلیغ کے فریضہ کی ذمہ داری ہے اور لوگوں کو دین حق سے بہرہ ور کریں اور حق کو باطل سے واضح اور صاف کرنے میں مدد کریں۔ کیونکہ وہ توحید کی حفاظت میں انبیاء کے وارث سنت رسول ﷺ کے محافظ اور ان بدعات وخرافات اور فضول باتوں پر کاری ضرب لگانے والے ہیں۔ جو مسلمان لوگوں کی عقلوں میں پنپ چکی ہے۔اور ان کی زندگی کو ایک بری توہم پرستی میں بدل دیا ہے۔اور وہ ایسے بن گئے ہیں جیسے کہ بقول شاعر

اذا ما جهل خم فی بلاد رأيت أسودها مسخت قرودا

ترجمہ: جب کسی شہر میں جہالت ڈیرے ڈالتی ہے تو میں نے اس کے شیروں کو بندروں میں بدلتے دیکھا ہیں۔

میں عرش عظیم کے رب اللہ تبارک وتعالیٰ سے یہی مانگتا ہوں کہ وہ ان قبور اور قبروں کیلئے جن پر اللہ

کے سوا عبادت کی جاتی ہے۔ کسی ایسے شخص کو بھیجے جو ان کو تہس نہس کرے۔ ان کو مٹا دے اور مسلم ممالک کو ان کے شر سے پاک کردے بے شک وہ سننے اور قبول کرنے والا ہے۔

## خضر علیہ السلام کے گمان کردہ آثار کی زیارت کرنیوالوں میں سے چند کے ساتھ گفتگو

سید قطب رحمہ اللہ فرماتے ہیں: کبھی کبھار اللہ کے ساتھ پوجے جانے والے معبود اس سیدھے سادھے طریقے پر نہ پوجے جاتے ہوں جس کو مشرکین اختیار کرتے ہیں کیونکہ شرکاء مختلف پوشیدہ شکلوں میں بھی ہوتے ہیں۔ کبھی تو وہ کسی بھی شکل میں اللہ کے علاوہ کسی سے بھی امیدیں وابستہ کرنے۔ کبھی کسی صورت اللہ کے سوا کسی سے ڈرنے اور کبھی کسی مشکل صورت میں اللہ کے سوا کسی سے نفع یا نقصان کا اعتقاد رکھنے کی صورت میں ہو سکتا ہے۔

امام مجدد محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے نواقض اسلام بیان کرکے ان کے دس چیزوں میں محدود کیا ہیں جیسے کہ وہ آگے آئے گا۔ عقیدہ کی وضاحت اور اس کو سمجھنے کی آسانی کے باوجود بعض ایسے لوگ موجود ہیں جو اپنے اسلام کے آسان ترین معاملات سمجھنے میں نادانی کرتے ہیں۔ آپ کے سامنے میں وہ مکالمہ پیش کر رہا ہوں جو میرے اور ان بہنوں میں سے ایک کے درمیان ہوا جو بار بار خضر علیہ السلام کے آثار کی زیارت کیلئے آتی جاتی رہتی ہیں۔ میں نے اس بہن کو مٹھائیوں کے کچھ ہدیئے اٹھائے ہوئے دیکھا تاکہ اس کو خضر علیہ السلام کے آستانے کے پاس لوگوں میں بانٹ سکے۔

سوال۔اے بہن ! آپ اس جگہ کیا کر رہی ہیں ؟

جواب۔ میں بزرگوں کی قبر کی زیارت کرنے آئی ہوں۔

سوال۔ یہ بزرگ کون ہیں ؟

جواب۔ میں ان کو نہیں جانتی مگر بعض لوگوں نے مجھ سے کہا کہ وہ اللہ کے بندوں میں سے ایک نیک بندے تھے۔

سوال۔ آپ کے یہاں آنے کی کیا وجہ ہیں ؟ اور آپ چاہتی کیا ہیں ؟

جواب۔ بہت زمانہ بیت گیا حالانکہ میں بچہ جننے کی خواہش میں بہت سارے ڈاکٹروں کے پاس علاج کراتی رہی۔ میں تو بس بچہ چاہتی ہوں۔ مگر ڈاکٹروں سے کوئی فائدہ نہ ہوا تو بعض بزرگوں نے مجھ سے کہا: کہ تم اس بزدگ کے قبر پر چلی جاؤ۔ اس کی خاص قربت حاصل کرلو تو تم پیٹ سے ہو جاؤ گی۔ کیونکہ جو کوئی ان کے مقبرے پر آتا ہے وہ اس کو نامراد نہیں کرتے۔

سوال۔کیا ان کے مزار پر آپ کی پہلی زیارت ہے ؟

جواب۔ نہیں اس سے پہلے بہت بار آچکی ہوں۔

سوال۔کیا وہ حمل کا مقصد حاصل ہو گیا جس کی آپ کو تمنا تھی ؟

جواب۔ نہیں ! ایسا کچھ بھی نہیں ہوا۔

سوال۔ میں آپ کو اپنے ہاتھوں میں یہ مٹھائیاں تھامے دیکھ رہا ہوں ایسا کیوں ؟

جواب۔ میں یہ سب بزرگوں کے لئے ہدیہ کے طور پر لائی ہوں کیونکہ یہ ان کے لئے نذر مانی تھی۔

سوال۔ کیا آپ نہیں جانتیں قربانی اور نذر و نیاز صرف واحد و تنہا اللہ کے لئے ہی ہوتی ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ اور (کیا آپ نہیں جانتیں) کہ ذبیحہ۔ نذریں اور اللہ کے سوا کسی اور کی قربت مانگنا ایسا بڑا شرک ہے جو عمل کو تباہ و برباد کر دیتا ہے؟

جواب۔ میں نہیں جانتی کیونکہ میں پڑھی لکھی نہیں ہوں لیکن میں نے ہمارے محلے کے ایک بزرگ سے سنا وہ مجھے یہ مشورہ دے رہے تھے اور میرا خیال ہے کہ وہ دین کو اچھی طرح سمجھتے ہیں۔

نہیں۔ اے میری بہن !۔ بالکل نہیں۔ یہ چیزیں جن کو قبروں کی زیارت کرنے والے اس کی بھینٹ چڑھاتے ہیں ان کو کچھ مجاور لوگ اٹھا لیتے ہیں۔ وہ تو ایسے پلے پلائے لوگ ہیں جو لوگوں کا مال غلط طریقوں سے کھاتے ہیں اور بہت سارے مسلمانوں کی عقل و فہم کو ناکارہ کر دیتے ہیں۔ (اے بہن !) آپ اپنے معاملے پر غور کریں۔ اور اپنے اسلام کی حفاظت کریں اور جان لیں کہ مانگنے والوں کی حاجتوں کو پورا کرنے والا رب العالمین کے سوا دوسرا کوئی نہیں ہے۔ اللہ فرماتا ہے۔



https://quranexcel.com

وَٱلَّذِى هُوَ يُطْعِمُنِى وَيَسْقِينِ ﴿79﴾ وَإِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِينِ ﴿80﴾ وَٱلَّذِى يُمِيتُنِى ثُمَّ يُحْيِينِ ﴿81﴾ وَٱلَّذِىٓ أَطْمَعُ أَن يَغْفِرَ لِى خَطِيٓـَٔتِى يَوْمَ ٱلدِّينِ ﴿82﴾

سورۃ الشعراء آیت ۷۹ تا ۸۲

اور وہ جو مجھے کھلاتا اور پلاتا بھی ہے۔ اور جب میں بیمار ہو جاتا ہوں۔ تو وہی مجھے شفا بھی دیتا ہے۔ اور جو مجھے مارے گا بھی پھر (دوبارہ) زندگی بھی عطا کرے گا۔ اور وہ جس سے میں امید رکھتا ہوں کہ قیامت کے دن میری خطائیں بھی معاف کر دے گا۔

---

میری ان آیات مبارکہ کو پڑھنے کے بعد جو وہ سن رہیں تھی میں نے اس سے یہ کہا کہ وہ ایسا قبیح فعل پھر کبھی نہ کرے۔ اور اپنے رب سے معافی مانگے۔ پھر میں نے بارگاہ رب العزت میں یہ دعا مانگتے ہوئے اپنی راہ لی کہ میرے ان ناصحانہ کلمات کو خالص اپنی ذات کے لئے قبول فرمالے۔

میں ایک ایسے شخص سے بھی ملا جو ایک بکری کو اس خیالی نشان بزرگ کی طرف کھینچے لئے جارہا تھا۔ میں اس کے سامنے کھڑا ہو گیا اور اس کو سلام کیا تو اس نے سلام کا جواب دیا۔ میں نے اس سے کہا کہ میں آپ سے چند سوال پوچھنا چاہتا ہوں تو اس نے یہ کہتے ہوئے جواب دیا۔ پوچھیئے میں حاضر خدمت ہوں۔

سوال۔ میں دیکھ رہا ہوں آپ اس بکری کو کھینچے چلے جارہے ہیں۔ آپ اس کو کہاں گھسیٹے لے جارہے

ہیں؟

جواب۔ میں اس کو آستانے کی طرف لے جارہا ہوں اور وہاں پر اس کو سامنے ذبح کروں گا۔

سوال۔ کس لئے؟

جواب۔ شاید کی وہ میرے بیمار بیٹے کو ٹھیک کردے۔

سوال۔ کیا آپ کا بیٹا بیمار ہے؟

جواب۔ ہاں ! میرا بیٹا دو سال سے فالج زدہ ہے۔ اور وہ بستر پر پڑا ہے۔

سوال۔ آپ اس کو لے کر ہسپتال کیوں نہیں چلے جاتے؟

جواب۔ میں اس کو تمام ہسپتالوں میں لے کر گیا مگر میں نے علاج نہیں پایا۔

سوال۔ کیا اس قبر والے کے پاس سے شفاء مل جاتی ہے؟

جواب۔ شفاء تو اللہ کے پاس ہے۔ لیکن کچھ لوگوں نے مجھ سے کہا کہ اس قبر والے کے پاس جاؤ۔ کیونکہ وہ اولیاء میں سے ایک ولی ہے۔ اس کے پاس ایک بکری ذبح کرو پھر اس کی طرف سے وسیلہ اختیار کرتے ہوئے حاجت مانگو۔

سوال۔ کیا آپ اس ولی کو جانتے ہیں؟

جواب۔ نہیں۔



https://quranexcel.com

سوال۔ کیا آپ محتاجی کی زندگی گزارتے ہیں؟

جواب۔ جی ہاں !

سوال۔ آپ اس بکری کے لئے رقم کہاں سے لائے ؟

جواب۔ قسم سے۔ بخدا ! میں نے کچھ بھائی بندوں سے رقم ادھار لی تاکہ میں اس کو خرید سکوں۔

سوال۔ کیا آپ نہیں جانتے یہی شرک ہیں؟ (کیا آپ نہیں جانتے) کہ اللہ کے سوا کسی اور کیلیئے ذبح کرنے والے پر لعنت کی گئی ہے؟

جواب۔ بالکل نہیں۔

سوال۔ کیا آپ نہیں جانتے ایسے کرنے کی وجہ سے اللہ آپ کی چالیس دنوں کی نماز قبول نہیں کرے گا؟

جواب۔ نہیں۔

سوال۔ پھر آپ ایسے شرکیہ کام کیوں کرتے ہیں؟

جواب۔ اس لئے کہ میں ایسا آدمی ہوں جو دینی امور کے بارے میں کچھ زیادہ نہیں جانتا۔ ہاں بعض علماء نے مجھ سے کہا کہ ان ولی اولیاء کے پاس جاؤ۔ ان کا قرب حاصل کرو کیونکہ وہ خالق اور مخلوق کے بیچ میں ذریعہ اور واسطہ ہیں۔

میں نے اس شخص سے کہا۔ کہ بھائی یہ کسی شیطان صفت کی بات ہے جس کی اللہ نے اجازت نہیں دی ہے بلکہ اللہ عزوجل فرماتا ہے

وَلَا تَدْعُ مِن دُونِ ٱللَّهِ مَا لَا يَنفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۖ فَإِن فَعَلْتَ فَإِنَّكَ إِذًا مِّنَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿106﴾

سورۃ یونس آیت 106

اور اللہ کو چھوڑ کر کسی ایسی ہستی کو کبھی نہ پکارو جو نہ تو تمہیں کچھ فائدہ دے سکے اور نہ ہی تمہیں کوئی نقصان۔ اگر تم نے ایسا کرلیا تو بیشک تم اسی لمحے ظالم لوگوں میں سے ہو جاؤ گے۔

---

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

من مات وهو يدعو من دون الله ندا دخل النار

جو اس حالت میں مر جائے کہ وہ اللہ کے سوا کسی اور شریک کو پکارتا ہو تو وہ جہنم میں داخل ہوگا۔

(صحیح بخاری۔کتاب التفسیر۔ح:۴۴۹۷)

اور جان لے میرے بھائی ! جس نے آپ کو اس کام پر اکسایا اس نے آپ کو دھوکہ دیا ہے اور آپ پر آپ کے دین کو مشکوک بنادیا۔بے شک اسلام میں اللہ کے سوا کسی سے مدد مانگنا اور ایسی چیزوں کو وسیلہ بنانا جن کا حکم نہیں ہے قطعی جائز نہیں ہے۔اللہ کا فرمان ہے

إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِينُ ﴿5﴾ط

سورۃالفاتحۃ آیت 5

ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور صرف تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔

---

اور نبی ﷺ کا فرمان ہے

واذا سألت فاسأل اللہ۔ واذا استعنت فاستعن باللہِ

ترجمہ : اور جب تم مانگو تو اللہ ہی سے مانگو۔اور جب مدد چاہو تو اللہ ہی سے مدد چاہو۔

[سنن الترمذی ۔ ح:٢٥١٦]

اللہ تبارک وتعالیٰ نے اللہ کی طرف توسل اور قربت حاصل کرنے کیلئے مشروع راہ واضح کردی ہے حاجتیں اور ضرورتیں پوری کرنے کے بارے میں فرمایا



https://quranexcel.com

وَلِلَّهِ ٱلْأَسْمَآءُ ٱلْحُسْنَىٰ فَٱدْعُوهُ بِهَا ۖ وَذَرُوا۟ ٱلَّذِينَ يُلْحِدُونَ فِىٓ أَسْمَٰٓئِهِۦ ۚ
سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ﴿180﴾

سورۃ الأعراف آیت 180

اور سب سے زیادہ خوبصورت نام تو اللہ ہی کے لئے ہیں پس ان ہی (اعلیٰ) ناموں سے اس کے حضور دعائیں کیا کرو۔اور ایسے لوگوں سے بالکل تعلق نہ رکھو جو اس کے ناموں سے انحراف کرتے ہیں۔وہ جو کچھ بھی کر رہے ہیں عنقریب اس کی سزا پا کر رہیں گے۔

---------------------------------------------------

اور اللہ کا فرمان ہے

يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ ٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَٱبْتَغُوٓا۟ إِلَيْهِ ٱلْوَسِيلَةَ وَجَٰهِدُوا۟ فِى سَبِيلِهِۦ لَعَلَّكُمْ
تُفْلِحُونَ ﴿35﴾

سورۃ المائدۃ آیت 35

اے ایمان والو !۔اللہ ہی سے ڈرتے رہو اور اس کی طرف قرب تلاش کرو اور اس کی راہ میں کوشش وجدو جہد (جہاد) کرتے رہو تاکہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

---------------------------------------------------

اور اے میرے بھائی ! آپ یہ بکری لے آئے ہیں اس کو غیر اللہ کے لئے ذبح کرنا چاہتے ہیں۔ یہ تو شرک اکبر ہے۔ اللہ کی پناہ ! کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ کا فرمان نہیں سنا؟

( لعن اللہ من ذبح لغیر اللہ )

ترجمہ : اللہ کی لعنت ہے اس شخص پر جو اللہ کے بغیر کسی کے لئے ذبح کرے۔

[ صحیح مسلم ۔کتاب الأضاحی۔ باب:تحریم الذبح لغیر اللہ۔ح: ۱۹۷۸]

اور یہ جس سے آپ مدد مانگ رہے ہیں یہ طاغوت ہے۔ایک شیطانی مجسمہ ہے۔ مومن اس سے برتر ہے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے کہ استعانت صرف ایک اللہ سے ہی ہے اور قرآن نے اس شخص کے خلاف واضح دلیل دی ہیں جو اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے

وَٱلَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْـًٔا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿20﴾ط أَمْوَٰتٌ غَيْرُ أَحْيَآءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿21﴾ع2

سورۃ النحل آیت ۲۰۔۲۱

اور جن لوگوں سے یہ اللہ کے علاوہ دعائیں مانگتے ہیں وہ کچھ بھی تو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ تو خود پیدا کیے گئے ہیں۔ وہ تو مرے ہوئے ہیں زندہ نہیں ہیں اور وہ تو یہ بھی نہیں جانتے کہ کب اٹھائے جائیں گے۔

اس کے بعد کہ اس شخص نے اللہ تبارک وتعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا فرمان سن لیا تو اس کے چہرے پر خوشی کے آثار ظاہر ہوئے اور اس نے سمجھ لیا کہ بعض دجّالوں اور جھوٹوں کی طرف سے دھوکے میں ڈال دیا گیا تھا۔ جو کہ لوگوں کے لئے شرک کو مزین کرتے ہیں۔ تو اس نے اپنے رب سے بخشش مانگی اور کہا: جب تک میں زندہ ہوں میں ایسا کام دوبارہ نہیں کروں گا۔ پھر میرا شکریہ ادا کیا اور چلا گیا۔

اگر ہم موجودہ دور میں عالم اسلام کی حالت پر غور کریں۔ سوائے جس پر میرا رب رحم فرمائے۔ تو ہماری نظر بہت ساری ایسی چیزوں پر پڑے گی جو نئی گھڑی ہوئی ہیں اور بدعات ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور اگر ہم ان بدعتیوں کو آزاد اور ان کے باطل اعتقاد پر ہی چھوڑ دیں گے تو وہ لوگوں کو اسلامی شہروں میں دوبارہ بت پرستی اور شرک کی طرف لوٹا دیں گے اور قدیم جاہلیت کے بت نئے سرے سے اور نئے ناموں سے وجود میں آجائیں گے۔ اور عالم اسلام میں چمکتے سونے اور دمکتی چاندی یا قوت وجواہرات والے کتنے ہی بت خانے ہیں! جن کے مجاور۔ جن کے مرید اور جن کے دوست احباب گمان کرتے ہیں کہ یہ قبر یا مشہد یا مزار یا یہ گنبد فلاں ولی یا فلاں نبی کا ہے۔ اور اگر صاحب قبر کوئی نبی یا ولی ہے تو کیا یہ جائز ہے کہ ہم اس کی قبر کو اونچا کریں۔ اس کو سجائیں۔ شمع دانوں کے ذریعے اس کو جگمگائیں۔ اس پر سجدہ گاہ بنا دیں یا اس پر مسجدیں بناڈالیں؟۔ جب کہ اس کا طواف۔ اس سے استغاثہ کرنا۔ اس کو پکارنا۔ اسکو وسیلہ بنانا اور اس سے اللہ کریم کے سامنے واسطہ داری کا اعتقاد رکھنا سب حرام ہے۔ ہاں!۔ ایسا تو تب



https://quranexcel.com

ہی ممکن ہوسکتا ہیں جب شرک اور بت پرستی کی طرف واپسی اور جاہل نفوس کو شرک سے لبالب بھر دینے کی صریح دعوت ہو جائے۔ عالم اسلام کے عام مسلمان کیا کر سکتے ہیں جب ایسے کاموں کی اچھائی اور برائی ظاہر کرنے کے لئے تصوف کے میگزین کا اجراء ہوتا ہو ؟۔ اور آپ اس کو آل رسول ﷺ کی محبت کی انتہا پر سمجھتے ہوں۔ زندیق درویش اور فاسق علماء (ان میگزین میں ) لکھتے رہتے ہوں اور بعض اسلامی ملکوں میں منبروں اور محفلوں میں ایسے کاموں کی اچھائی اور عظمت کی خاطر خطبے دیئے جاتے ہوں اور آپ کسی ایسے شخص کے بارے میں نہ سنتے اور نہ پڑھتے ہوں جو اس صریح بت پرستی کی مخالفت کرتا ہوا اس کے آڑے آئے۔ ہاں بس وہی جس پر میرا رب رحم کرے (وہی ایسے درویشوں اور فاسق علماء کی صریح لادینیت کی مخالفت کرتا ہے )۔ مومن اپنے دلوں میں درد دائم کی کڑواہٹ محسوس کرتے ہیں اور ان خرافات کے پھیلنے اور عام ہونے پر کھول اٹھتے ہیں۔ اور ایسے بھی ملک ہیں جو کسی قبر پر رکھنے کیلئے سونے کے بنے بت منتقل کرنے کی خاطر باضابطہ ہوائی جہاز بھیجتے ہیں۔ میں پوچھتا ہوں کیا یہی اسلام ہے ؟۔

کیا یہ لوگ نہیں جانتے کہ شرک بہت بری بات ہے اور بے شک جو لوگ خرافات کو عام کرتے ہیں۔ ان پر یقین رکھتے ہیں اور من گھڑت باتیں پھیلاتے ہیں تو اس میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ پر بہت بڑا جھوٹ۔ بہتان اور افتراء ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

فَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ ٱفْتَرَىٰ عَلَى ٱللَّهِ كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِـَٔايَٰتِهِۦٓ ۚ أُو۟لَٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُم مِّنَ ٱلْكِتَٰبِ ۖ حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوٓا۟ أَيْنَ مَا كُنتُمْ تَدْعُونَ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالُوا۟ ضَلُّوا۟ عَنَّا وَشَهِدُوا۟ عَلَىٰٓ أَنفُسِهِمْ أَنَّهُمْ كَانُوا۟ كَٰفِرِينَ ﴿37﴾

سورۃ الاأعراف آیت 37

پھر اس سے بڑا ظالم کون ہوگا؟۔جو اللہ پر جھوٹ و بہتان والی باتیں گھڑلے یا اس کی آیتوں کو جھوٹا کہہ دے۔ان لوگوں کے نصیب کا ان کو مل کر ہی رہے گا۔یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روحیں قبض کرنے آئیں گے تو پوچھیں گے کہ کہاں ہیں وہ جن سے تم اللہ کے علاوہ دعائیں مانگا کرتے تھے ؟۔وہ کہیں گے کہ (آج) سب ہم سے غائب ہو گئے۔اور اپنے آپ پر گواہی دینے لگیں گے کہ واقعی وہ ناشکرے و منکرینِ حق تھے۔

---

پھر اللہ جل واعلیٰ فرماتا ہے۔

وَيَوْمَ ٱلْقِيَٰمَةِ تَرَى ٱلَّذِينَ كَذَبُوا۟ عَلَى ٱللَّهِ وُجُوهُهُم مُّسْوَدَّةٌ ۚ أَلَيْسَ فِى جَهَنَّمَ مَثْوًى لِّلْمُتَكَبِّرِينَ ﴿60﴾

سورۃ الزمر آیت 60

اور قیامت کے دن تم دیکھو گے کہ جن لوگوں نے اللہ پر جھوٹ بولا تھا ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔ کیا ایسے تکبر کرنے والوں کا ٹھکانا جہنم نہیں ہے؟۔

---

مجدّد امام محمد بن عبدالوہاب رحمہ اللہ نے کتاب وسنت کی دلیلوں کے ساتھ نواقض اسلام بیان کرتے ہوئے فرمایا ہے: ”جان لو کہ نواقض اسلام دس باتیں ہیں

۱۔ اللہ تعالیٰ کی عبادت وبندگی میں شریک ٹھہرانا۔ اللہ کا فرمان ہے

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدِ ٱفْتَرَىٰٓ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿48﴾

سورۃ النساء آیت 48

بلاشک وشبہ اللہ اس گناہ کو معاف نہیں کرے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنادیا جائے۔ اور اس کے علاوہ جس کے لئے چاہے وہ بخش دیتا ہے۔ اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک بنالیا تو یقینی طور پر اس نے بہت بڑے گناہ کی بات گھڑ لی۔

---

إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِۦ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَآءُ ۚ وَمَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَٰلًۢا بَعِيدًا ﴿116﴾

سورۃالنساء آیت 116

کچھ شک نہیں کہ اللہ اس کے گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنادیا جائے۔اور اس کے علاوہ جس کے لئے چاہے وہ معاف کر دیتا ہے۔اور جس نے اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرالیاتو یقینی طور پر وہ گمراہی میں پرلے درجے کا گمراہ ہو گیا۔

---

لَقَدْ كَفَرَ ٱلَّذِينَ قَالُوٓا۟ إِنَّ ٱللَّهَ هُوَ ٱلْمَسِيحُ ٱبْنُ مَرْيَمَ ۖ وَقَالَ ٱلْمَسِيحُ يَٰبَنِىٓ إِسْرَٰٓءِيلَ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبَّكُمْ ۖ إِنَّهُۥ مَن يُشْرِكْ بِٱللَّهِ فَقَدْ حَرَّمَ ٱللَّهُ عَلَيْهِ ٱلْجَنَّةَ وَمَأْوَىٰهُ ٱلنَّارُ ۖ وَمَا لِلظَّٰلِمِينَ مِنْ أَنصَارٍ ﴿72﴾

سورۃالمائدۃ آیت 72

البتہ یقینی طور پر وہ لوگ کافر ہو گئے جو کہتے ہیں۔بیشک اللہ جو ہے وہی مسیح ابن مریمؑ ہے۔حالانکہ مسیح نے کہا تھا کہ اے اولادِ اسرائیل !۔اسی اللہ کی عبادت کرو جو میرا بھی اور تمہارا بھی رب ہے۔کچھ شک نہیں



https://quranexcel.com

جو بھی اللہ کے ساتھ شریک ٹھہرائے گا تو یقینی طور پر اللہ نے اس پر جنت حرام کر دی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہو گیا۔ اور ایسے ظالم لوگوں کا کوئی بھی مددگار نہیں۔

---

۲۔ جو اپنے اور اللہ کے بیچ میں واسطہ دار بنائے ان کو پکارے۔ ان سے سفارش کا طلبگار بنے اور ان پر بھروسہ کرے یہ اجماعاً کفر ہے۔

۳۔ جو مشرکوں کو کافر قرار نہ دے یا ان کے کفر میں شک کرے یا ان کے مذہب کو صحیح مانے تو یہ بھی کفر ہے۔

۴۔ جو یہ اعتقاد رکھے کہ نبی ﷺ کے طریقہ کے سوا کسی اور کا طریقہ زیادہ مکمل ہے یا ان کے حکم و فیصلے سے کسی اور کا حکم و فیصلہ زیادہ بہتر ہے جیسے کہ کوئی شخص طاغوت کے فیصلے کو ان کے فیصلے پر ترجیح دے تو وہ کافر ہے۔

۵۔ جس نے ان چیزوں میں سے کسی بھی چیز کے ساتھ بغض رکھا جس کو لے کر نبی ﷺ آئے وہ کافر ہیں پھر چاہے وہ اس پر عمل بھی کیوں نہ کریں۔

۶۔ جو دین اسلام کی کسی بھی چیز کا یا اس کے ثواب و عتاب کا مذاق اڑائے تو وہ کفر ہے اس کی دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے

وَلَئِن سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ إِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَنَلْعَبُ ۚ قُلْ أَبِٱللَّهِ وَءَايَٰتِهِۦ وَرَسُولِهِۦ
كُنتُمْ تَسْتَهْزِءُونَ ﴿65﴾ لَا تَعْتَذِرُوا۟ قَدْ كَفَرْتُم بَعْدَ إِيمَٰنِكُمْ ۚ إِن نَّعْفُ عَن طَآئِفَةٍ
مِّنكُمْ نُعَذِّبْ طَآئِفَةًۢ بِأَنَّهُمْ كَانُوا۟ مُجْرِمِينَ ﴿66﴾ ع8

سورۃ التوبۃ آیت ۶۵-۶۶

اور اگر تم ان سے پوچھو تو بلاتردد کہہ دیں گے کہ ہم توالبتہ یونہی بات چیت اور دل لگی کر رہے تھے۔ کہہ دو کیا اللہ اور اس کی آیات اور اس کا رسول ہی تمہارے تمسخر و دل لگی کے لئے رہ گئے ہیں؟۔(اب) بہانے مت بناؤ تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔ اگر ہم تم میں سے ایک (چھوٹے مجرم) فریق سے در گزر کریں گے تو دوسرے (بڑے مجرم) فریق کو عذاب بھی دیں گے کیوں کہ وہ تو گناہ کرتے ہی رہے ہیں۔

---------------------------------------------------

۷۔ جادو۔ اور اسی میں سے "صرف" (کسی شخص کو کسی چیز سے یا کام سے پھیر دینا) اور 'عطاف' (کسی کے ذہن و دماغ میں کسی چیز کیلئے ہمدردی و محبت پیدا کرنے کی کوشش) بھی ہے۔ اللہ کا فرمان ہے

وَٱتَّبَعُوا۟ مَا تَتْلُوا۟ ٱلشَّيَٰطِينُ عَلَىٰ مُلْكِ سُلَيْمَٰنَ ۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيْمَٰنُ وَلَٰكِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ
كَفَرُوا۟ يُعَلِّمُونَ ٱلنَّاسَ ٱلسِّحْرَ وَمَآ أُنزِلَ عَلَى ٱلْمَلَكَيْنِ بِبَابِلَ هَٰرُوتَ وَمَٰرُوتَ ۚ

وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنْ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحْنُ فِتْنَةٌۭ فَلَا تَكْفُرْ ۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنْهُمَا مَا
يُفَرِّقُونَ بِهِۦ بَيْنَ ٱلْمَرْءِ وَزَوْجِهِۦ ۚ وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِۦ مِنْ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذْنِ ٱللَّهِ ۚ
وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنفَعُهُمْ ۚ وَلَقَدْ عَلِمُوا۟ لَمَنِ ٱشْتَرَىٰهُ مَا لَهُۥ فِى ٱلْـَٔاخِرَةِ
مِنْ خَلَـٰقٍۢ ۚ وَلَبِئْسَ مَا شَرَوْا۟ بِهِۦٓ أَنفُسَهُمْ ۚ لَوْ كَانُوا۟ يَعْلَمُونَ ﴿102﴾

سورۃ البقرۃ آیت 102

اور ان چیزوں کی پیروی کرنے لگے جو شیاطین سلیمانؑ کے عہدِ سلطنت کا نام لے کر پیش کرتے تھے۔ حالانکہ سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا بلکہ ان شیطانوں نے ہی کفر کیا جو لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے۔ جو شہر بابل میں دو فرشتوں ہاروت اور ماروت پر پر اتارا گیا تھا۔ اور وہ کسی کو بھی کچھ نہیں سکھلاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو البتہ صرف آزمائش ہیں للذا تم کافر مت بنو۔ لیکن وہ پھر بھی ان سے سیکھتے تھے تاکہ اس کے ذریعہ سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔ اور بغیر اذنِ الٰہی وہ کسی کو کچھ بھی نہیں نقصان پہنچا سکتے تھے۔ اور وہ ایسا کچھ سیکھتے ہیں جو انہیں ذرا بھی فائدہ نہ دے بلکہ (الٹا) نقصان ہی پہنچائے۔ اور البتہ یقیناً وہ یہ سب کچھ جانتے بھی تھے کہ جس کسی نے اسے خریدا اس کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہوگا۔ اور یقیناً برا ہے وہ جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا۔ کاش !۔ کہ وہ جانتے ہوتے۔



https://quranexcel.com

---

۸۔ مسلمانوں کے خلاف مشرکوں کی مدد و معانت کرنا۔ دلیل اللہ کا یہ فرمان ہے

۞ يَٰٓأَيُّهَا ٱلَّذِينَ ءَامَنُوا۟ لَا تَتَّخِذُوا۟ ٱلْيَهُودَ وَٱلنَّصَٰرَىٰٓ أَوْلِيَآءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُۥ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يَهْدِى ٱلْقَوْمَ ٱلظَّٰلِمِينَ ﴿51﴾

سورة المائدة آیت 51

اے ایمان والو! ۔یہودی اور عیسائی کو ولی اولیاء (دوست) نہ بناؤ وہ آپس میں ایک دوسرے کے ہی ولی اولیاء (دوست) ہیں۔اور جو کوئی تم میں سے ان کے ساتھ دوستی کرے گا تو بلاشبہ وہ ان ہی میں سے ہو گا ۔ بیشک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت یاب نہیں ہونے دیتا۔

---

۹۔ جسکا یہ اعتقاد ہو کہ کچھ لوگوں کے لئے یہ ممکن ہے کہ وہ شریعت محمدی ﷺ سے الگ رہیں جیسے کہ خضر علیہ السلام موسیٰ علیہ السلام کی شریعت سے الگ تھے۔ تو ایسا اعتقاد رکھنے والا کافر ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ کے دین کے ساتھ روگردانی وہ اس طرح کہ نہ اس کو سیکھتا ہے اور نہ اس پر عمل کرتا ہے۔ اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے

وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّن ذُكِّرَ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِۦ ثُمَّ أَعْرَضَ عَنْهَآ ۚ إِنَّا مِنَ ٱلْمُجْرِمِينَ مُنتَقِمُونَ ﴿22﴾ ع2

سورۃ السجدۃ آیت 22

اور اس شخص سے بڑا ظالم کون ہوگا جس کو اس کے رب کی آیات سے نصیحت کی جائے پھر وہ ان کو نظرانداز کردے۔ بیشک ہم (ایسے) مجرموں سے انتقام لینے والے ہیں۔

---

اور ان تمام نواقض اسلام کے سلسلے میں مزاح اڑانے والے۔ زیادتی کرنے والے اور اللہ کے سوا کسی کا ڈروخوف رکھنے والے۔ سوائے اس کے جس کو مجبور کیا جائے۔ یہ سب کی سب باتیں خطرے میں عظیم تر ہیں اور یہ اکثر الوقوع چیزیں ہیں۔ تو مسلمانوں کے لئے یہی مناسب ہے کہ ان سے بچتے رہیں۔ اور ان چیزوں کے اپنے آپ پر وارد نہ ہونے دیں۔

ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں ان چیزوں سے جو اس کے غضب اور دردناک عذاب کو واجب کردیں اور اسکی مخلوق میں سب سے بہترین اور افضل بشر محمد ﷺ پر درودوسلام بھیجتے ہیں۔

توکیا مسلمان اللہ کے قانون کی طرف دوڑے چلے آئیں گے ؟ اس کی کتاب اور اس کے نبی ﷺ کی سنت کو لازم پکڑیں گے ؟ ان بدعات ومنکرات کو چھوڑ دیں گے جن میں وہ گرفتار ہیں اور جن کی اللہ کے دین

میں کوئی بنیاد نہیں ؟ بلکہ وہ شیاطین انس و جن کے وسوسے ہیں تاکہ وہ لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی خالص اطاعت اور اس کی خالص وحدانیت سے دور کر سکیں۔ بے شک رشد و ہدایت والی اسلامی تعلیمات۔ دینی امور کی سمجھ اور اللہ تعالیٰ کے احکام کی پابندی ایسی چیزیں ہیں۔ جن کو سیکھنا شر بچاؤ کی بہترین ضمانت ہے۔ شر میں پڑنے سے اللہ تعالیٰ ناراض ہوتا ہے اور جو اس کے غیض وغصّہ کو دعوت دیتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مسلمانوں کو اپنے سیدھے راستے کی اور اپنے دین مستقیم پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے اور ان کو اپنے رسول ﷺ کی ملت پر ثابت قدم رکھے۔

## اللہ کے انبیاء صرف اللہ تعالیٰ کو ہی پکارتے ہیں

انبیاء علیہم الصلاۃ والسلام کی بات کریں تو وہ صرف اور صرف تنہا و یکتا رب العزت کو ہی پکارا کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نوح علیہ السلام کے بارے میں خبر دیتے ہوئے فرماتا ہے ۔

وَلَقَدْ أَرْسَلْنَا نُوحًا إِلَىٰ قَوْمِهِۦٓ إِنِّى لَكُمْ نَذِيرٌ مُّبِينٌ ﴿25﴾ أَن لَّا تَعْبُدُوٓاْ إِلَّا ٱللَّهَ ۖ إِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ أَلِيمٍ ﴿26﴾

سورۃ ہود آیت ۲۵-۲۶

اور البتہ یقیناً ہم نے نوحؑ کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔(تو اس نے کہا) بیشک میں تمہیں صاف صاف آگاہی دینے والا ہوں۔ کہ اللہ کے علاوہ کسی کی بھی عبادت نہ کرو۔ مجھے تمہارے بارے میں المناک دن کے عذاب کا خوف ہے۔

---------------------------------------------------

صالح علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

۞ وَإِلَىٰ ثَمُودَ أَخَاهُمْ صَٰلِحًا ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ هُوَ
أَنشَأَكُم مِّنَ ٱلْأَرْضِ وَٱسْتَعْمَرَكُمْ فِيهَا فَٱسْتَغْفِرُوهُ ثُمَّ تُوبُوٓا۟ إِلَيْهِ ۚ إِنَّ رَبِّى قَرِيبٌ
مُّجِيبٌ ﴿61﴾

سورۃ ہود آیت 61

اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالحؑ کو بھیجا تو اس نے کہا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو اس کے علاوہ کوئی بھی تمہارے لئے عبادت کے قابل نہیں۔ اسی نے تمہیں زمین سے پیدا کیا اور تمہیں اس میں آباد کر دیا پس اس سے معافی مانگو پھر اسی کی آگے توبہ بھی کرو۔ بیشک میرا رب نزدیک ہے اور دعائیں قبول کرنے والا بھی ہے۔

---------------------------------------------------

اور شعیب علیہ السلام کے بارے میں فرمایا

۞ وَإِلَىٰ مَدْيَنَ أَخَاهُمْ شُعَيْبًا ۚ قَالَ يَٰقَوْمِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ مَا لَكُم مِّنْ إِلَٰهٍ غَيْرُهُۥ ۖ وَلَا تَنقُصُوا۟ ٱلْمِكْيَالَ وَٱلْمِيزَانَ ۚ إِنِّىٓ أَرَىٰكُم بِخَيْرٍ وَإِنِّىٓ أَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ مُّحِيطٍ ﴿84﴾

سورۃ ہود آیت 84

اور مدین کی طرف ان کے بھائی شعیبؑ کو بھیجا۔ اس نے کہا کہ اے میری قوم اللہ ہی کی عبادت کرو۔ اس کے علاوہ کوئی بھی تمہارے لئے عبادت کے قابل نہیں ہے۔ اور ناپ تول میں کمی نہ کیا کرو۔ بیشک میں تمہیں آسودہ حال دیکھتا ہوں اور (اگر تم ایمان نہ لائے تو) بلاشبہ مجھے تمہارے بارے اک گھیر لینے والے دن کے عذاب کا ڈر ہے۔

---

اور اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں بتلاتے ہوئے فرمایا

قَالَ فِرْعَوْنُ وَمَا رَبُّ ٱلْعَٰلَمِينَ ﴿23﴾ قَالَ رَبُّ ٱلسَّمَٰوَٰتِ وَٱلْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَآ ۖ إِن كُنتُم مُّوقِنِينَ ﴿24﴾



https://quranexcel.com

### سورۃ الشعراء آیت ۲۳۔۲۴

فرعون نے پوچھا کہ یہ رب العالمین کیا ہوتا ہے؟۔ (موسیٰؑ نے) کہا کہ وہ آسمانوں وزمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے ان سب کا رب ہے۔ اگر تم یقین کرنے والے ہو۔

---

اور عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں فرمایا گیا۔ کہ انہوں نے کہا۔

وَمُصَدِّقًا لِّمَا بَيْنَ يَدَيَّ مِنَ ٱلتَّوْرَىٰةِ وَلِأُحِلَّ لَكُم بَعْضَ ٱلَّذِى حُرِّمَ عَلَيْكُمْ ۚ
وَجِئْتُكُم بِـَٔايَةٍ مِّن رَّبِّكُمْ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَأَطِيعُونِ ﴿50﴾ إِنَّ ٱللَّهَ رَبِّى وَرَبُّكُمْ فَٱعْبُدُوهُ ۗ
هَٰذَا صِرَٰطٌ مُّسْتَقِيمٌ ﴿51﴾

### سورۃ آل عمران آیت ۵۰۔۵۱

اور مجھ سے پہلی کتاب جو تورات ہے اس کی تصدیق کرنے والا ہوں اور تاکہ بعض چیزیں جو تم پر حرام تھیں ان کو تمہارے لئے حلال کر دوں۔ اور تمہارے پاس تمہارے رب کی طرف سے نشانی لے کر آیا ہوں پس اللہ (کی نافرمانی) سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ بلا شبہ میرا اور تمہارا رب اللہ ہی ہے۔ پس اسی کی عبادت کرو یہی بالکل سیدھا رستہ ہے۔

---

اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی محمد ﷺ کو حکم دیتے ہوئے کہا کہ وہ لوگوں سے کہہ دیں

يَٰٓأَيُّهَا ٱلنَّاسُ ٱعْبُدُوا۟ رَبَّكُمُ ٱلَّذِى خَلَقَكُمْ وَٱلَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿21﴾ لا

سورۃ البقرۃ آیت 21

اے بنی نوع انسان !۔ عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں تاکہ تم (اس کے عذاب سے) بچ جاؤ۔

---

اور بنیادی قاعدہ بھی یہی ہے کہ ہر قسم کی عبادت صرف واحد یکتا و تنہا اکیلے اللہ کے لئے ہو اور یہ کہ تمام انبیاء ایک ہی معبود کے اثبات کے لئے مبعوث کئے گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِى كُلِّ أُمَّةٍ رَّسُولًا أَنِ ٱعْبُدُوا۟ ٱللَّهَ وَٱجْتَنِبُوا۟ ٱلطَّٰغُوتَ ۖ فَمِنْهُم مَّنْ هَدَى ٱللَّهُ وَمِنْهُم مَّنْ حَقَّتْ عَلَيْهِ ٱلضَّلَٰلَةُ ۚ فَسِيرُوا۟ فِى ٱلْأَرْضِ فَٱنظُرُوا۟ كَيْفَ كَانَ عَٰقِبَةُ ٱلْمُكَذِّبِينَ ﴿36﴾

سورۃ النحل آیت 36

اور البتہ یقیناً ہم نے ہر امت میں یہ پیغام دے کر رسول بھیجا کہ صرف اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت (یعنی ہر باطل معبود) سے اجتناب کرو۔ پھر ان میں سے بعض کو اللہ نے ہدایت دیدی اور بعض پر گمراہی ثابت ہو گئی۔ پس زمین میں چل پھر کر دیکھ لو کہ جھٹلانے والوں کا انجام کیسا ہوا۔

---

## خضر علیہ السلام کے متعلق جھوٹی احادیث

بہت ساری حدیثیں ہیں جو بنائی گئی ہیں اور رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی گئی ہیں اور خود رسول اللہ ﷺ ان گھڑی ہوئی اور اسرائیلی روایات سے بری ہیں۔

ان احادیث کا مقصد مسلمانوں کی صفوں کے درمیان بدعات اور خرافات کو بڑھاوا دینا ہے۔ مگر اللہ جل شانہ نے ایسے مرد آہن پیدا کیۓ جنہوں نے اس بات کو سچ کر دکھایا جس کا انہوں نے اللہ تعالیٰ سے وعدہ کیا تھا۔ انہوں نے ان جھوٹی احادیث کو کھول کر رکھ دیا کہ پوری تصویر ہمارے لئے واضح ہو جائے اور ہم اپنا بچاؤ کر سکیں۔

خضر علیہ السلام کے لوگوں کے ساتھ ملاقات کی روداد بیان کرنے والی روایات کو ذکر کرنے کے بعد ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں



https://quranexcel.com

یہ روایات اور حکایات ہی ان لوگوں کی بنیاد ہیں جو آج تک ان کی زندگی مانتے ہیں۔ان میں سے تمام مذکور حدیثیں بہت زیادہ ضعیف ہیں ان جیسی ضعیف احادیث سے دین میں کوئی دلیل اور حجت قائم نہیں ہوتی اور حکایات تو ان میں سے بہت زیادہ ضعف سند کی شکار ہیں اور ان کی انتہا اور حد یہ ہے کہ وہ اس شخص کی حد تک صحیح ہیں جو صحابی نہیں۔ یا اس کے علاوہ کسی دوسرے شخص سے جو معصوم نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے خطا ممکن ہے۔ واللہ اعلم

(البدایہ والنھایہ۔ج:ا ص: ۳۳۴)

ابن جوزی رحمہ اللہ نے جھوٹی احادیث اور جو حدیثیں صوفیہ کے واسطے سے لوگوں کے درمیان گھس آئیں۔ان کا پردہ چاک کرنے کا بیڑا اٹھالیا۔ جیسے کہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں " تحقیق شیخ ابوالفرج ابن الجوزی رحمہ اللہ نے اپنی کتاب عجالة المنتظر فى شرح حالة الخضر میں اس سلسلے کی مرفوع روایات واحادیث کا سارا زنگ اتار دیا اور واضح کردیا کہ وہ سب روایات موضوع اور من گھڑت ہیں۔ اور وہ آثار جو صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ تابعین اور انکے بعد والوں سے ثابت ہیں۔ تو ابن الجوزی نے ان کی سندوں کا ضعف ان کی حالت بیان کرنے اور ان کے راویوں کی عدم شناخت کے ذریعے واضح کردیا۔ انہوں نے بہترین نقد کیا ہے۔ اور یہی وہ جھوٹی احادیث ہیں اور وہ احادیث بھی جو



https://quranexcel.com

خضر علیہ السلام کی الیاس علیہ السلام اور ان کے علاوہ دوسرے لوگوں سے ملاقات بیان کرتی ہیں۔

ابن جوزی رحمہ اللہ اپنی کتاب۔الموضوعات۔کے جلد اور صفحہ نمبر ۱۹۰۔۱۹۹پر رقمطراز ہیں۔

وہ ان احادیث کا ذکر کرتے ہیں جو اس بارے میں منقول ہیں کہ خضر والیاس علیہم السلام ہر سال ملتے ہیں۔

أنبأنا هبة الله بن محمد بن الحصين قال أنبأنا ابو طالب بن غيلان قال حدثنا ابراهيم المزكى قال حدثنا محمد ابن اسحاق بن خزيمة قال حدثنا محمد بن أحمد بن زبدا قال حدثنا عمرو بن عاصم عن الحسن بن رزين عن ابن جريج عن عطاء عن ابن عباس قال : ولا أعلمه الا مرفوعا الى النبى صلى الله عليه وسلم قال :" يلتقي الخضر وإلياس عليهما الصلاة والسلام كل عام بالموسم بمنى فيحلق كل واحد منهما رأس صاحبه ويتفرقان عن هذه الكلمات: بسم الله ما شاء الله لايسوق الخير الا الله ۔ ماشاءالله لا يصرف السوء الا الله ۔ ماشاءالله ما يكون من نعمة فمن الله۔ ماشاءالله لاحول ولا قوة إلا بالله۔"

قال ابن عباس :" من قالها حين يصبح و حين يمسى قل يوم و ليلة



https://quranexcel.com

ثلاث مرات عوفی من الغرق والحرق والسرق و أحبسة ۔ قال: ومن الشیطان و السلطان ومن الحیة و العقرب حتی یصبح و یمسی ‘‘۔

طریق أخر لهذا الحدیث : أنبأنا عبدالوهاب بن المباک قال أنبأنا محمد بن المظفر قال أنبأنا أحمد بن محمد العتیقی قال أنبأنا یوسف بن الدخیل قال حدثنا ابو جعفر العقیلی قال حدثنا محمد بن الحسن والخضر بن داود قال حدثنا محمد بن أحمد بن زبدا قال حدثنا عمرو بن عاصم قال حدثنا الحسن بن رزین قال حدثنا ابن جریج عن عطاء عن ابن عباس عن النبی ﷺ قال : ’’ یلتقی الخضر و الیاس فی کل موسم فاذا أرادا أن یقترقا افترقا علی هذه الکلمات : بسم الله ما شاء الله لایسوق الخیر الا اللہ ۔ ماشاءاللہ لا یصرف السوء الا اللہ ۔ ماشاءاللہ ما بکم من نعمة فمن اللہ۔ ماشاءاللہ لاحول ولا قوة إلا باللہ ۔ فمن قالها اذا أمسی أمن من الحرق۔ والغرق ۔[ السرق ] والشرق حتی یصبح ۔ ومن قالها حین یصیح ثلاث مرات أمن من الحرق والغرق والشرق [ السرق ] حتی یمصی ‘‘ ۔

ترجمہ : ابن عباس سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ میں اس کو مرفوع حدیث سمجھتا ہوں۔ انہوں نے


https://quranexcel.com

فرمایا: کہ خضر اور الیاس علیہا السلام ہر سال آپس میں ملتے ہیں ان میں ہر ایک اپنے ساتھی کا سر مونڈتے ہیں اور یہ کلمات کہتے ہوئے وہ ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہیں: بسم اللہ ماشاء اللہ ۔ اللہ کے سوا کوئی بھی خیر نہیں لاتا ماشاء اللہ اللہ کے سوا کوئی بھی شر کو دور نہیں کرتا ماشاء اللہ جو بھی نعمت ہوتی ہے وہ اللہ کی طرف سے ہی ہوتی ہے۔ ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ إلا باللہ ۔

ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں: جو ان کلمات کو ہر دن و رات میں صبح و شام تین مرتبہ کہے وہ ڈوبنے۔ جلنے۔ چوری اور غلط خیالات سے بچایا جائے گا۔ وہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ شیطان۔ بادشاہ۔ سانپ اور بچھو سے صبح سے شام اور شام سے صبح تک بچایا جائے گا۔

یہی روایت ایک اور طریقے (سند) سے وارد ہوئی ہے۔ ابن عباس نبی ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا: خضر اور الیاس علیہا السلام ہر سال ملتے ہیں پھر جب وہ جدا ہونے کا ارادہ کرتے ہیں تو یہ کلمات کہتے ہوئے علیحدہ ہوتے ہیں: " بسم اللہ ماشاء اللہ صرف اللہ ہی خیر و بھلائی لے آتا ہے اور صرف اللہ ہی برائی اور شر کو دور کرتا ہے۔ ماشاء اللہ لاحول ولا قوۃ إلا باللہ ۔ پس جو شخص اسکو شام کے وقت کہے وہ صبح ہوئے تک جلنے غرق ہونے اور چوری سے محفوظ رہے گا۔ اور جو ان کلمات کو صبح کے وقت تین دفعہ کہے گا وہ شام تک جلنے۔ غرق ہونے اور چوری سے محفوظ رہے گا۔

ابن جوزی رحمہ اللہ کی الموضوعات" کے صفحہ نمبر ۱۹۰۔۱۹۹

## خضر علیہ السلام جبرئیل علیہ السلام و میکائیل علیہ السلام و اسرافیل علیہ السلام کی آپسی ملاقات کے سلسلے میں بیان کردہ روایتیں

أنبأنا محمد بن عبدالملك قال أنبأنا ابو بكر أحمد بن على بن ثابت قال أخبرنى عبدالعزيز بن على بن عطية الحارثى قال حدثنا على بن الحسن الجهجمى قال حدثنا ضمرة بن حبيب المقدسى قال حدثنا أبى قال حدثنا العلاء بن زياد عن عبدالله بن الحسن عن أبيه عن جده على بن أبى طالب قال۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم: يجتمع فى كل يوم عرفة جبرئيل و ميكائيل و اسرافيل والخضر فيقول جبريل: ماشاءالله لا قوة إلا بالله۔ فيرد ميكائيل ۔ ماشاءالله كل نعمة فمن الله ۔ فيرد عليه اسرافئل۔ ماشاءالله الخير كله بيد الله ۔ فيرد عليه الخضر۔ ماشاءالله۔ لا يصرف السوء الا الله ۔ ثم يتفرقون عن هذه الكلمات فلا يجتمعون الى قابل ذلك اليوم ۔ قال رسول الله صلى الله عليه وسلم



https://quranexcel.com

فما من أحد يقول هذه الأربع مقالات حين يستيقظ من نومه الا و كل اللہ به أربعة من الملائكة يحفظونه۔ صاحب مقالة جبريل من بين يديه۔ و صاحب مقالة ميكائيل عن يمينه۔ و صاحب مقالة اسرافيل عن يساره۔ وصاحب مقالة الخضر من خلفه الى أن تغرب الشمس ؛ من كل آفة وعاهة و عدو و ظالم وحاسد ۔ قال رسول اللہ ﷺ : وما من أحد يقولها فى يوم عرفة مائة مرة من قبل غروب الشمس۔ الا ناداه اللہ تعالیٰ من فوق عرشه :أى عبدى قدأرضيتنى وقد رضيت عنک فسلنى ماشئت فبعزتى ماسئلت لأ عطينّك

ترجمہ: علی ابن ابی طالب رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”ہر عرفہ کے دن جبرئیل۔ میکائیل۔ اسرافیل۔ اور خضر علیہم السلام ایک جگہ جمع ہو جاتے ہیں۔ تو جبرئیل فرماتا ہے ”ماشاء اللہ لا قوۃ إلا باللہ“ میکائیل جواب میں فرماتا ہے ”ماشاء اللہ ہر قسم کا خیر اللہ کی طرف سے ہی ہوتا ہے“ اس کے جواب میں اسرافیل فرماتا ہے ”ماشاء اللہ ہر قسم کا خیر اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ پھر خضر علیہ السلام فرماتے ہیں: ”ماشاء اللہ۔ برائی کو صرف اللہ ہی دور کرتا ہے ان ہی کلمات کے ساتھ وہ الگ ہوتے ہیں پھر (اگلے سال) اس دن کے آنے تک وہ کسی جگہ جمع نہیں ہوتے“ نبی

ﷺ نے فرمایا: ”جو بھی شخص یہ چار باتیں اپنی نیند سے جاگتے وقت کہے گا تو اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ چار فرشتے اسکی حفاظت کرنے کے لئے مقرر فرماتا ہیں۔ جبرئیل کی بات والا فرشتہ اس کے سامنے۔ میکائیل والا اس کی داہنی طرف۔ اسرافیل کی بائیں طرف اور خضر کی بات والا اس کی پچھلی طرف آفتاب کے غروب ہونے تک ہر مصیبت۔ ہر مشکل۔ ہر دشمن۔ ہر ظالم اور ہر حسد کرنے والے سے حفاظت کرتے ہیں“۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اور جو بھی شخص ان مقالات کو عرفہ کے دن سورج غروب ہونے سے پہلے سو مرتبہ ادا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو اپنے عرش کے اوپر سے پکارتا ہے کہ اے میرے بندے! تو نے مجھ کو خوش کر دیا پس مانگ لے مجھ سے جو تو چاہے۔ قسم ہے مجھے اپنی عزت کی جو تو مانگے گا میں ضرور تمہیں دوں گا۔

ابن جوزی رحمہ اللہ کی الموضوعات“ کے صفحہ نمبر ۱۹۰۔۱۹۹

## یہ سبھی حدیثیں جھوٹ کا پلندہ ہیں

ابن جوزی رحمہ اللہ نے جو روایتیں اس سلسلے میں اپنی کتاب۔ عجالة المنتظر فی شرح حالة الخضر ۔ میں ذکر کی ہیں۔ اور الموضوعات میں ان جھوٹی احادیث کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں۔ یہ احادیث باطل ہیں۔ ان میں سے پہلی روایت میں۔ عبداللہ بن نافع ہے۔

آیئے دیکھتے ہیں کہ محدثین کرام اس کے بارے میں کیارائے رکھتے ہیں

یحیٰ بن معین فرماتے ہیں۔ لیس نشیٔ

علی بن المدینی فرماتے ہیں۔ کہ یہ منکر حدیثیں بیان کرتا ہے۔

امام نسائی فرماتے ہیں۔وہ متروک الحدیث ہے

اس حدیث کی سند میں کیثر بن عبداللہ بھی ہے اور یہ کیثر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف المزنی ہے۔امام احمد بن حنبل اسکے متعلق فرماتے ہیں:"لایحدّث انه "اس سے حدیثیں نہیں لی جاسکتی۔اور یہ بھی فرمایا:"لایساوی شیئا

یحیٰ بن معین فرماتے ہیں۔حدیثه لیس بشیٔ لا یکتب۔

امام نسائی اور امام داقطنی فرماتے ہیں۔هو مترک الحدیث

امام شافعی فرماتے ہیں۔هو رکن من أرکان الکذب

ابو حاتم بن حبان فرماتے ہیں۔ کہ اس نے اپنے باپ سے اس کے باپ نے اس کے دادے سے ایک موضوع (گھڑا ہوا) نسخہ بیان کیا ہے جس کا کتابوں میں ذکر کرنا قطعی ٹھیک نہیں ہے اور نہ ہی اس سے روایت کرنا ٹھیک ہے سوائے یہ کہ تعجب کی بناء پر اس کو ذکر کیا جائے۔

اور لیکن ابن المنادی کی سند سے بیان شدہ روایت۔ وضاح۔ہے اور اس کے علاوہ دوسرے لوگوں کی



https://quranexcel.com

وجہ سے ایک فضول سی حدیث ہے۔ وہ منکر الاسناد اور سقیم المتن حدیث ہے۔ کسی نے ایسا نہیں کہا کہ خضر علیہ السلام ہمارے درمیان پیغمبر بنا کر بھیجے گئے۔

رہی حدیث جس میں خضر والیاس علیہما السلام کی باہمی ملاقات کا ذکر ہے

تو اس کی سند میں "حسن بن رزین" ہے۔

امام دارقطنی فرماتے ہیں: "کہ اس حدیث کو ابن جریج سے اس کے علاوہ کسی نے بھی بیان نہیں کیا ہے"۔

عقیلی کہتے ہیں: کہ کوئی بھی سند اور مرفوع روایت اسکی تائید نہیں کرتی۔ وہ مجہول ہے اور اس کی حدیث "غیر محفوظ" ہے۔

ابن المنادی کہتے ہیں: یہ روایت حسن بن رزین کیوجہ سے لغو ہے۔ اور خضر والیاس اپنی راہ سدھار چکے ہے"۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ وہ حدیث جس میں خضر علیہ السلام کے جبرئیل کے ساتھ مل بیٹھنے کا تذکرہ ہے۔ تو اس میں کئی مجہول راوی ہیں جنکے حالات معلوم ہی نہیں ہیں۔ اور بہت ساری ہوس پرست لوگ اس دھوکے میں آگئے کہ خضر علیہ السلام آج تک زندہ ہیں اور وہ بیان کرتے ہیں کہ وہ خضر علیہ السلام علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور عمر بن عبدالعزیز سے ملے اور نیکوکار لوگوں میں


https://quranexcel.com

سے بہت ساروں نے ان کو دیکھا ہے اور بعض لوگوں نے حدیثیں سن کران کی علتیں اور غلطیاں جانے بغیر کتابیں تصنیف کردی جس میں ان احادیث کو ذکر کیا اور جن چیزوں کو نقل کیا ان کی سندوں کے بارے میں کوئی پوچھ پچھیت نہیں کی گئ۔اور بات پھیلتی چلی گئ۔

ہاں !۔ مگر زہدو تقویٰ کا دکھاوا کرنے والی ایک جماعت یہ کہنے لگی۔ کہ ہم نے ان کو دیکھا ہے اور اس کے ساتھ گفتگو کی ہے۔ کتنی تعجب خیز بات ہے کیا ان کے پاس اس کے بارے میں علامت کوئی نشانی ہے جس کے ذریعے وہ اس کو پہچان لیتے ہوں ؟۔اور کیا کسی عقل مند کے لئے یہ مناسب ہے کہ وہ کسی ایسے شخص سے ملے جو اس سے کہے کہ میں خضر ہوں تو وہ فوراان کی تصدیق بھی کردے؟

## علی رضی اللہ عنہ کی ان سے ملاقات کا بیان

أنبأنا أبو منصور القزاز قال أنبأنا أبو بكر أحمد بن على قال أخبرنى محمد بن الحسين الأزرق قال حدثنا أبو سهل أحمد بن محمد بن زياد قال حدثنا أحمد بن حرب النيسابورى قال حدثنا عبدالله بن الوليد العدنى عن محمد بن الهروى عن سفيان الثورى عن عبدالله بن محرز عن يزيد بن الأصم عن على بن ابى طالب أنه قال (( بينما أنا أطرف بالبيت اذ برجل متعلق يأ ستار الكعبة۔ وهو يقول: يا من لا يشغله سمع عن سمع۔ يا من لا تغلطه


https://quranexcel.com

المسائل۔ یا من لا یتبرم یا لحاح الملحین أذقنی برد عفوك و حلاو ة رحمتك قلب: یا عبدالله أعد الکلام قال: أوسمعته ؟ قلت: نعم۔ قال: والذی نفس الخضر بیده ۔ و کان الخضر ۔ هؤ لاء لا یقول لهن عند دبر الصلاة المکتر بة [أحد] الا غفرت ذنوبه وان کانت مثل رمل عالج و عدد المطر و ورق الشجر))

ترجمہ: علی بن ابی طالب سے روایت ہے وہ کہتے ہیں: میں خانہ کعبہ کا طواف کر رہا تھا کہ اسی دوران میں نے خانہ کعبہ کی غلافوں سے لٹکے ہوئے ایک شخص کو یہ کہتے ہوئے سنا۔ اے وہ ذات! جسکو کوئی آواز کسی دوسری آواز سے غافل نہیں کرتی۔ اے وہ زات! جو اصرار کرنے والوں کے اصرار سے اکتا نہیں جاتا۔ تو مجھے اپنے عفو و درگزر کی ٹھنڑک اور اپنی رحمت کی مٹھاس چکھادے۔ میں نے کہا: اے اللہ کے بندے! ذرا پھر سے اپنا کلام دہرا اس نے کہا: کیا تم نے میری باتیں سن لی؟ میں نے کہا: ہاں۔ تو انہوں نے کہا: قسم ہے اس ذات کی! جس کے ہاتھ میں خضر کی جان ہے۔ وہ خضر علیہ السلام تھے۔ یہ ایسے کلمات ہیں کہ کوئی بھی شخص جو انہیں ہر فرض نماز کے بعد بڑھے گا تو اس کے گناہ معاف کر دئے جائینگے اگرچہ وہ جمے ہوئے ریت کے ڑھیر۔ بارش کے قطروں اور درخت کے پتوں کے مانند ہی ہوں۔"

یہ حدیث صحیح نہیں ہے 'محمد بن الہروی' مجہول راوی ہے۔

اور ابن محرز "متروک" ہے۔

امام احمد رحمہ اللہ فرماتے ہیں: لوگوں (محدثین کرام) نے عبداللہ بن محرر (محرز) کی بیان کردہ احادیث کو چھوڑ دیا ہے۔

ابن منادی فرماتے ہیں: میں اس سے ملا ہوں اور ایک مینگنی مجھے اس سے زیادہ پسند ہے۔

## عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ کی ان سے ملاقات کا بیان

أنبأنا اسماعيل بن أحمد قال أنبأنا محمد بن هبة الله الطبرى قال أنبأنا محمد بن الحسين بن الفضل قال أنبأنا عبدالله بن جعفر قال حدثنا يعقوب بن سفيان قال حدثنا محمد بن عبدالعزيز الرملى قال حدثنا ضمرة عن السرى بن يحى عن رياح بن عبيده قال (( رأيت رجلا يماشى عمر بن عبدالعزيز معتمد على يده۔ فقلت فى نفسى ان هذا الرجل خاف۔ فلما صلى قلت من الرجل الذى كان معك معتمدا على يدك آنفا؟ قال: وقد رأيته يا رياح؟ قلت: نعم۔ قال: انى لأراك رجلا صالحا ذاك أخى الخضر بشرنى أنى سألى وأعدل ))

ترجمہ: ریاح بن عبیدہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں: میں نے ایک شخص کو عمر بن عبدالعزیز کے ساتھ ساتھ انکے ہاتھ کا سہارا لیکر چلتے ہوئے دیکھا۔ تو میں نے اپنے آپ سے کہا یہ شخص ڈرا ہوا ہے۔ جب جب عمر بن عبدالعزیز نے نماز پڑھی تو میں نے ان پوچھا کہ ابھی آپ کے ہاتھ کو تھامے ہوئے آپکے ساتھ کون شخص تھا۔ انھوں نے کہا: اے ریاح کیا تم نے اسے دیکھ لیا۔ میں نے کہا: ہاں۔ انھوں نے فرمایا: بے شک میں تمہیں ایک نیک انسان سمجھتا ہوں وہ میرا بھائی خضر علیہ السلام تھے۔ انھوں نے مجھے "ولی" حکمران بننے اور عدل وانصاف کرنے کی بشارت دی۔

مسلمۃ عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ وہ خضر علیہ السلام سے مل چکے ہیں۔ ابو حسین بن منادی کہتے ہیں کہ

مسلمۃ کی حدیث کو ایسا سمجھ جیسے اسکا وجود ہی نہ ہو اور

ریاح۔ کی حدیث تو ہوا جیسی ہی ہے۔

اور مزید کہتے ہیں کہ حسن بصری۔ سے بھی خضر کی موجودگی بیان کی گئی ہے اور اس کے علاوہ بھی دوسروں سے تلقین کی حالتیں ماخوذ ہیں۔

عن مالک قال: کنت مع رسول اللہ ﷺ خار جا عن جبال مکۃ اذأقبل شیخ متو کئا علی عکازہ فقالرسول اللہ ﷺ مشیۃ جنی ونغمتہ۔ فقال: أجل۔

فقال: من أى الجن أنت ؟ قال: أنا هامة بن الهيم بن لاقبس بن ابليس قال: لا أرى بينك و بين ابليس الا أبو ين قال : أجل۔ قال: كم أتى عليك ؟ قال: أكملت عمر الدنيا الا أقلها كنت ليالى قتل هابيل غلاما ابن أعوام أمشى على الأ كام وأصيد الهام آمر با فساد الطعام و أروش بين الناس واغرى بينهم فقال رسول اللہ ﷺ : بئس عمل الشيخ المقوسم والفتى المتلوم قال: دعنى من اللوم ولهبل قدجرت تو بتى على يدى نوح وكنت معه فيمن آمن معه المسلمين۔ فعاتبته فى دعائه على قومه فبكى وأبكانى وقال : انى من النادمين وأعوذ باالله أن أكون من الجاهلين ۔ وكنت مع ابراهيم خليل الرحمن لما القى فى النار فكنت بينه و بين المنجنيق حتى أخرجه اللہ منه ولقيت موسى بالمكان الأمين و كنت مع عيسى فقال لى عيسى بن مريم ان لقيت محمدا فاقرئه منى السّلام يا رسول اللہ ! قد بلّغت و آمنت بك ۔ فقال رسول اللہ ﷺ على عيسى عليه السلام وعليك يا هامة ۔ ما حاجتك ؟ فقال: موسىٰ ولّمنى التوراة و عيسى الانجيل فعلّمنى القرآن قال: عمر بن الخطاب فعلّمه رسول اللہ ﷺ عشر



https://quranexcel.com

سور وقبض ولم ينعه الينا ولا أراه الا حيا''۔

ترجمہ: مالک سے روایت جب کہ میں مکہ کی پہاڑوں کے باہر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا کہ اچانک ایک بوڑھا شخص ایک چھڑی کا سہارا ہوئے سامنے آیا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: کہ یہ تو کسی جن کی چال اور آواز ہے۔ تو اس (بوڑھے شخص) نے کہا بلکل: نبی ﷺ نے فرمایا: تم کس جن کی نسل سے ہو؟ اس نے جواب دیا: میں ھامة بن ھیم بن الاقیس بن ابلیس ہوں۔ نبی ﷺ نے فرمایا: میں تمہارے اور ابلیس کے درمیان صرف دو واسطے دیکھتا ہوں۔ اس نے کہا: بلکل: نبی ﷺ نے پوچھا تمہاری کیا عمر ہوئی ہے؟ اس نے کہا: میں نے پوری دنیا کی عمر پائی ہے سوائے تھوڑے عرصے کے (یعنی جتنی اس دنیا کو وجود میں آئے وقت گزر چکا ہے اتنے عرصے سے میں اس دنیا میں موجود ہوں سوائے ابتدائی کچھ مدت کے)۔ جس زمانے میں ھابیل نے قتل کیا اس زمانے میں چند سال کا بچہ تھا۔ ٹیلوں پر دوڑتا۔ چھوٹے چھوٹے پرندوں کو شکار کرتا۔ کھانے کو بگاڑتا۔ لوگوں کے درمیان کمزوری پیدا کرنا اور انکے بیچ میں غلط فہمیاں پیدا کرتا رہتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں کو توڑنے بوڑھے اور بد اخلاقی پر قابل ملامت نوجوان کا عمل کتنا برا ہے! اس نے کہا: میری ملامت نہ کیجئے بے شک میں نے نوح علیہ السلام کے سامنے توبہ کی اور میں اسکے ساتھ ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے مسلمانوں میں سے انکے ساتھ ایمان لایا اور انہوں نے جب اپنی قوم پر بد عا کی تو میں نے انکی سرزنش کی وہ رو دیئے اور مجھے بھی رلا دیا


https://quranexcel.com

(اسوقت) انہوں نے کہا: میں شرمسار ہوں اور یہ بھی کہا: میں اللہ کی پناہ مانگتا ہوں کہ میں نادانوں میں سے ہوں۔ میں اللہ کے دوست ابراھیم علیہ السلام کے ساتھ بھی تھا جب انکو آگ میں ڈالا گیا۔ میں انکے اور جلتی آگ کے درمیان تھا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے انکو اس سے نکال دیا۔ میں موسیٰ علیہ السلام سے بھی مکان۔ طور۔ پر ملا۔ میں عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ بھی تھا۔ عیسیٰ بن مریم نے مجھ سے کہا: کہ اگر تم محمد ﷺ سے ملو انکو میری طرف سے سلام کہنا۔ اے اللہ کے رسول ﷺ ! میں نے سلام پہونچا دیا اور آپ پر ایمان لایا۔ تو نبی ﷺ نے فرمایا: عیسیٰ پر سلام ہو اور تم پر بھی اے ھامتہ تمہاری ضرورت کیا ہے؟ اس نے کہا: کہ موسیٰ نے مجھکو تورات اور عیسیٰ نے انجیل سکھائی۔ آپ ﷺ مجھے قرآن سکھادیجئے۔ عمر بن خطابؓ فرماتے ہیں: کہ رسول اللہ ﷺ نے اسکو دس سورتیں سکھادئے اور انکی روح اس دار فانی سے کوچ کر گئی اور انہوں نے اس بوڑھے۔ جن کی موت کی خبر ہمیں نہ دی میں سمجھتا ہوں کہ وہ زندہ ہے۔"

یہ موضوع روایت ہے۔ اسحاق بن بشر الکاہلی۔ جو اس کی سند میں ہے۔ باتفاق کذاب اور وضّاع ہے۔ اور ابو سلمتہ ثقات (راویوں) سے ایسی باتیں بیان کرتا ہے جو ان کی حدیث کا حصہ ہی نہیں ہوتیں۔

مصنف رحمہ اللہ فرماتے ہیں: "میں کہتا ہوں کہ حسن سے مروی ہے کہ خضر علیہ السلام وفات پا چکے ہیں۔



https://quranexcel.com

ابن منادی فرماتے ہیں۔اہل کتاب سے نقل کیا گیا ہے کہ انہوں نے آبِ حیات پی لیا مگر ان کی اس بات کا اعتبار نہیں کیا جاسکتا وہ کہتے ہیں۔ خضر علیہ السلام کے بارے میں سب باتیں لوگوں کے ایسے بیکار خیالات ہیں جو دو باتوں سے خالی نہیں ہو سکتے۔

ا۔ یا تو یہ باتیں لاپرواہی کی بناء پر بعض متاخر راویوں کی روایت میں داخل کی گئ ہوں گی۔

۲۔ یا پھر ان روایت کرنے والوں نے ان کے موضوع اور بے اصل ہونے کو سمجھ لیا ہوگا۔ لیکن پھر تعجب کے اظہار کیلیئے ان کو بیان کر دیا ہو۔اور تحقیق کی مناسبت سے ان کو ان کی طرف منسوب کیا گیا۔ اور بہت سارے غافل اور دھوکے میں پڑے لوگ یہ کہتے ہیں کہ خضر علیہ السلام زندہ ہیں حالانکہ ہمیشہ کی زندگی کسی انسان کے لئے نہیں ہو سکتی۔اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ ٱلْخُلْدَ ۖ أَفَإِيْن مِّتَّ فَهُمُ ٱلْخَٰلِدُونَ ﴿34﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِٱلشَّرِّ وَٱلْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿35﴾

سورۃ الانبیاء آیت ۳۴۔۳۵



https://quranexcel.com

اور ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی۔ پھر کیا اگر تم مر جاؤ تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں ؟۔ ہر ایک متنفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہی ہے۔اور ہم تمہیں برائی اور اچھائی کے ساتھ آزماتے ہیں اور (پھر) تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

---

ابن منادی فرماتے ہیں : ہمارے بعض اصحاب نے ابراہیم الحربی کے متعلق بتایا کہ ان سے خضر علیہ السلام کی ہمیشہ کی زندگی کے بارے میں سوال کیا گیا تو انہوں نے اس کا انکار کر دیا اور کہا۔ کہ وہ بہت پہلے وفات پا چکے ہیں۔اور ان کے علاوہ بھی دوسرے سلف سے ان کی زندگی کے بارے میں پوچھا گیا اور یہ بھی کہ ہمارے زمانے کے لوگوں کی ایک جماعت ہے ان کو (خضر علیہ السلام ) دیکھتے ہیں اور وہ ان کے بارے میں مختلف باتیں بیان کرتے ہیں۔ تو انہوں نے جواب دیا : جس نے کسی غائب پر احالہ کیا اس نے اس کے ساتھ انصاف نہیں کیا اور لوگوں کے درمیان یہ باتیں صرف شیطان نے ڈالی ہیں۔

وہ کہتے ہیں : کہ امام سیوطی رحمہ اللہ نے خضر علیہ السلام کے متعلق موضوع احادیث میں بات کہی ہے وہ (سیوطی رحمہ اللہ) اپنی کتاب۔اللآ لی المصنوعة فی الاحادیث الموجوعة۔ میں فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے تو انہوں نے اپنے پیچھے سے کچھ باتیں سنیں ایک کہنے والا کہہ رہا تھا۔

اے اللہ ! مجھے صالحین کا ویسا شوق عطا کر جس حد تک تو نے ان کو شوق عطا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے انس بن مالکؓ سے فرمایا جو کہ ان کے ساتھ ہی تھے۔

اے انس اس شخص کے پاس جا کر کہہ دے کہ رسول اللہ ﷺ آپ سے کہتے ہیں میرے لئے مغفرت کی دعا کریں۔ انسؓ نے اس کے پاس آ کر پیغام پہنچا دیا۔

تو اس شخص نے کہا۔ اے انسؓ تم اللہ کے رسول ﷺ کے قاصد ہو ؟۔

انسؓ نے کہا: ہاں۔

اس نے کہا: جاؤ اور رسول اللہ ﷺ سے کہہ دو کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو سارے انبیاء پر ایسے ہی فضیلت دی ہے جیسے کہ ماہ رمضان کو دوسرے مہینوں پر فضیلت دی۔ اور آپ کی امت کو دوسری امتوں پر اس طرح فضیلت دی ہے جیسے کہ جمعہ کے دن کو سارے دنوں پر فضیلت دی ہے۔

وہ سب اسے دیکھنے گئے تو وہ خضر علیہ السلام تھے۔ یہ حدیث موضوع ہے۔

انسؓ سے روایت ہیں کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے ہمیں فجر کی نماز پڑھائی پھر ہماری طرف رخ کر کے متوجہ ہوئے تو ان سے کہا گیا اے اللہ کے رسول ﷺ ! اگر آپ ہمیں سلیمان بن داوٗد علیہما السلام اور اس ہوا کے بارے میں جو ان کے تابع تھی کچھ بتا دیتے تو نبی ﷺ نے فرمایا: ایک دن سلیمان بن داوٗد


https://quranexcel.com

علیہما السلام بیٹھے ہوئے تھے کہ انہوں نے ہوا کو بلایا انہوں نے اس کو زمین کے ساتھ چپکنے کو کہا پھر ایک لگام منگوا کر اس کے ذریعے ہوا کو لگام لگائی پھر ایک قالین منگایا اس کو ہوا کی سطح پر بچھایا پھر چار ہزار کرسیاں منگا کر اپنی داہنی طرف اور چار ہزار کرسیاں منگا کر اپنی بائیں طرف رکھوادیں۔ اس کے بعد ان میں سے ہر چار ہزار کرسیوں پر اپنی قوم کے ایک ایک قبیلے کو بٹھایا پھر ہوا سے کہا کہ زمین سے الگ ہو جا وہ لگاتار ہوا میں اڑتے رہے۔ ہوا میں اڑنے کے دوراں ان کا سامنا ایک ایسے شخص سے ہوا جو کھڑا تھا مگر اس کے پاؤں کے نیچے کچھ دکھائی نہیں دے رہا تھا اور نہ ہی وہ کسی چیز کا سہارا لئے ہوئے تھا۔ وہ کہہ رہا تھا"

سبحان اللہ العلا الأ علی سبحان اللہ لہ مافی السمٰوٰت ومافی الأرض وما بینھما وما تحت الثری

تو سلیمان علیہ السلام نے اس سے کہا۔ اے شخص ! کیا تم فرشتوں میں سے ہو؟۔

اس نے جواب دیا۔ نہیں !

سلیمان علیہ السلام نے فرمایا۔ تو کیا جنّوں میں سے ہو؟۔

اس نے کہا۔ نہیں۔


https://quranexcel.com

انہوں نے پوچھا۔ کیا انسان ہو؟۔

اس نے کہا۔ ہاں۔

انہوں نے پوچھا: تم نے یہ عزّت و کرامت اپنے رب سے کس بناء پر حاصل کی؟۔

اس نے کہا۔ میں ایک ایسے شہر میں رہتا تھا جہاں کے لوگ اللہ کا رزق کھاتے تھے اور اس کے سوا دوسروں کی عبادت کرتے تھے میں نے ان کو اللہ پر ایمان لانے اور۔ لا الہ الا اللہ۔ کی گواہی دینے کی دعوت دی تو انہوں نے مجھے قتل کرنے کی کوشش کی۔ میں نے اللہ سے ایسی دعا مانگی جس نے مجھے اس جگہ پہنچا دیا جہاں آپ دیکھ رہے ہیں۔ جیسے کہ آپ نے اپنے رب سے دعا مانگی کہ وہ آپ کو ایسی سلطنت عطا کرے جیسی کہ وہ آپ کے بعد کسی کو نہ دے۔

سلیمان علیہ السلام نے اس سے پوچھا۔ تم کتنی مدت سے اس جگہ پر ہو؟۔

اس نے کہا۔ تین سال سے۔

انہوں نے پوچھا۔ تمہارا کھانا پانی کہاں سے آتا ہیں؟۔

اس نے کہا۔ جب اللہ تعالیٰ کو میری بھوک کی انتہا کا علم ہوتا ہے تو وہ اس ہوا میں جی رہے کسی پرندے کو مامور فرماتا ہے جس کے منہ میں کھانے کی کوئی چیز ہوتی ہے۔ وہ پرندہ مجھے کھلاتا ہے جب میں شکم سیر

ہو جاتا ہوں تو اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہوں تو وہ چلا جاتا ہے۔ اور جب اللہ تعالیٰ کو میری انتہائی پیاس کا علم ہو جاتا ہے تو وہ کسی بادل کو مامور کر دیتا ہے وہ بادل مجھ پر چھا جاتے ہے اور پانی میرے ہاتھوں میں لگاتار گرتا رہتا ہے۔ پھر جب میں سیراب ہوتا ہوں تو میں اپنے ہاتھ سے اس کی طرف اشارہ کرتا ہوں تو وہ چلا جاتا ہے۔

سلیمان علیہ السلام رو دیئے یہاں تک کہ ساتوں آسمانوں اور عرش کو اٹھانے والے فرشتے ان کے لئے رو دیئے۔ پھر انہوں نے فرمایا: اے اللہ تو پاک ہے مومنین تیرے لئے کتنے معزّز ہیں؟۔ کہ تو نے فرشتوں۔ بارش اور بادلوں کو آدم کی نسل کے لئے خدمتگار بنا دیا۔ اللہ عزوجل نے اس کی طرف وحی کرکے فرمایا: اے سلیمان! میں نے سارے آسمانوں اور ساری زمینوں میں کوئی ایسی مخلوق پیدا نہیں کی جو مجھے بنو آدم کے مومنین سے زیادہ پسند ہو جو میری اطاعت کرے گا اس کو میں اپنی جنت میں ٹھہراؤں گا اور جو میری نافرمانی کرے گا اس کو میں اپنی جہنم میں جگہ دوں گا۔

یہ روایت بھی موضوع ہے۔ اس کے اکثر راوی نامعلوم ہیں ابن قیس (جو کہ اس حدیث کی سند کا ایک راوی ہے) بالکل "متروک" ہے اور خود ہی حدیثیں گھڑتا ہے۔ اور اس سے دلیل لینا ٹھیک نہیں ہے۔ عقیلی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: دونوں سندیں ثابت نہیں ہیں اور اس حدیث کی کوئی بنیاد ہی نہیں ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ایسے ہی۔ المیزان۔ میں مصنف کتاب نے بیان کیا ہیں کہ یہ دونوں سندوں کے لحاظ سے


https://quranexcel.com

باطل حدیث ہے۔

محقق ابن القیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: وہ سب حدیثیں جن میں خضر علیہ السلام اور ان کی زندگی کا تذکرہ ہے جھوٹ ہیں۔اور ان کی زندگی کے بارے میں وہ صحیح نہیں ہیں۔ جیسے کہ یہ حدیث کہ رسول اللہ ﷺ مسجد میں تھے تو انھوں نے اپنے پیچھے سے کچھ باتیں سنیں صحابہ دیکھنے گئے تو وہ خضر علیہ السلام تھے۔اور یہ حدیث بھی کہ خضر والیاس علیہما السلام ہر سال ملتے ہیں پھر ان دونوں میں سے ہر ایک اپنے ساتھی کا سر مونڈتے ہیں۔اور یہ بھی کہ جبرئیل۔میکائیل اور خضر علیہ السلام عرفہ کے مقام پر جمع ہوتے ہیں (ایک لمبی گھڑی ہوئی حدیث ہے)

ابراہیم الحربی سے خضر علیہ السلام اور ان کی حیات جاوداں کے بارے میں پوچھا گیا تو انھوں نے فرمایا۔جو کسی غائب شخص کے متعلق متضاد باتیں کرے اس نے ان کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔اور یہ باتیں لوگوں کے درمیان صرف شیطان نے ڈال دی ہیں۔

یہاں پر رسالہ الخضرواثارہ بین الحقیقة والخرافة تمام ہوا۔

## تیسرے اختلاف۔فرشتہ یا انسان ہونے پر دلائل۔

جو کہتے ہیں کہ وہ فرشتہ تھے۔ان کا کہنا ہے کہ

اللہ تعالیٰ اپنے انبیاء کی ملاقات فرشتوں سے انسانی شکل میں کرواتے رہے ہیں۔اور انسانی شکل میں ان کی ملاقات نبی ﷺ کے ساتھ بھی ثابت ہے۔

ایک روایت تو بہت مشہور ہے جس کے راوی حضرت عمر بن خطابؓ ہیں کہ ایک فرشتہ نبی ﷺ اور صحابہ کی مجلس میں اچانک ایک دن انسانی شکل میں آگیا اور نبی ﷺ کے بالکل قریب دوزانوں ہو کر بیٹھ گیا۔ پھر آپ سے سوالات کرنے لگا۔ جن کے بالکل صحیح جواب نبی ﷺ نے بتائے۔ صحابہ یہی سمجھتے رہے کہ کوئی اجنبی شخص کہیں دور سے آیا ہے۔

جب وہ فرشتہ مجلس سے رخصت ہو گیا تو نبی ﷺ نے حضرت عمرؓ سے پوچھا عمر۔ تم جانتے ہو کہ سوال کرنے والا کون تھا؟۔ تو انہوں نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کے رسول ہی بہتر جانتے ہیں کہ وہ کون تھا۔

آپ ﷺ نے فرمایا۔ وہ جبرائیل تھا جو انسانی شکل میں اللہ کے حکم سے آیا تھا۔ وہ تمہیں تمہارے دین کی بنیادی معلومات سے باخبر کرنے کے لیے بھیجا گیا تھا۔

---

وَمَا نَتَنَزَّلُ إِلَّا بِأَمْرِ رَبِّكَ ۖ لَهُۥ مَا بَيْنَ أَيْدِينَا وَمَا خَلْفَنَا وَمَا بَيْنَ ذَٰلِكَ ۚ وَمَا كَانَ رَبُّكَ نَسِيًّا ﴿64﴾ ج

سورۃ مریم آیت 64

اور (فرشتوں نے کہا کہ) ہم تیرے رب کے حکم کے علاوہ نہیں اتر سکتے۔ جو کچھ ہمارے آگے ہے یا جو کچھ ہمارے پیچھے ہے اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب کچھ اسی کا ہے۔ اور تیرا رب کبھی بھولنے والا نہیں۔

---

قرآن مجید میں فرشتوں کے انسانی شکل میں دنیا میں آنے اور انسانوں کے ساتھ معاملات کرنے کا ثبوت سورۃ البقرہ میں بھی ہے۔ اللہ نے بابل شہر کے اندر دو فرشتوں ہاروت اور ماروت کے اترنے اور انسانی شکل میں لوگوں سے معاملات کا ذکر فرمایا ہے۔

وَٱتَّبَعُواْ مَا تَتۡلُواْ ٱلشَّيَٰطِينُ عَلَىٰ مُلۡكِ سُلَيۡمَٰنَۖ وَمَا كَفَرَ سُلَيۡمَٰنُ وَلَٰكِنَّ ٱلشَّيَٰطِينَ
كَفَرُواْ يُعَلِّمُونَ ٱلنَّاسَ ٱلسِّحۡرَ وَمَآ أُنزِلَ عَلَى ٱلۡمَلَكَيۡنِ بِبَابِلَ هَٰرُوتَ وَمَٰرُوتَۚ
وَمَا يُعَلِّمَانِ مِنۡ أَحَدٍ حَتَّىٰ يَقُولَآ إِنَّمَا نَحۡنُ فِتۡنَةٞ فَلَا تَكۡفُرۡۖ فَيَتَعَلَّمُونَ مِنۡهُمَا مَا
يُفَرِّقُونَ بِهِۦ بَيۡنَ ٱلۡمَرۡءِ وَزَوۡجِهِۦۚ وَمَا هُم بِضَآرِّينَ بِهِۦ مِنۡ أَحَدٍ إِلَّا بِإِذۡنِ ٱللَّهِۚ
وَيَتَعَلَّمُونَ مَا يَضُرُّهُمۡ وَلَا يَنفَعُهُمۡۚ وَلَقَدۡ عَلِمُواْ لَمَنِ ٱشۡتَرَىٰهُ مَا لَهُۥ فِي ٱلۡأٓخِرَةِ
مِنۡ خَلَٰقٖۚ وَلَبِئۡسَ مَا شَرَوۡاْ بِهِۦٓ أَنفُسَهُمۡۚ لَوۡ كَانُواْ يَعۡلَمُونَ ﴿102﴾

سورۃ البقرۃ آیت 102



https://quranexcel.com

اوران چیزوں کی پیروی کرنے لگے جو شیاطین سلیمانؑ کے عہدِ سلطنت کا نام لے کر پیش کرتے تھے۔حالانکہ سلیمانؑ نے کبھی کفر نہیں کیا بلکہ ان شیطانوں نے ہی کفر کیا جو لوگوں کو جادو سکھلاتے تھے۔ جو شہر بابل میں دوفرشتوں ہاروت اور ماروت پر پر اتارا گیا تھا۔اور وہ کسی کو بھی کچھ نہیں سکھلاتے تھے جب تک کہ یہ نہ کہہ دیتے کہ ہم تو البتہ صرف آزمائش ہیں لہٰذا تم کافر مت بنو۔لیکن وہ پھر بھی ان سے سیکھتے تھے تا کہ اس کے ذریعہ سے شوہر اور بیوی میں جدائی ڈال دیں۔اور بغیر اذنِ الٰہی وہ کسی کو کچھ بھی نہیں نقصان پہنچا سکتے تھے۔اور وہ ایسا کچھ سیکھتے ہیں جو انہیں ذرا بھی فائدہ نہ دے بلکہ (الٹا) نقصان ہی پہنچائے۔اور البتہ یقیناً وہ یہ سب کچھ جانتے بھی تھے کہ جس کسی نے اسے خریدا اس کا آخرت میں کچھ بھی حصہ نہیں ہوگا۔اور یقیناً برا ہے وہ جس کے عوض انہوں نے اپنی جانوں کو بیچ ڈالا۔کاش !۔کہ وہ جانتے ہوتے۔

یہ دونوں فرشتے اللہ کا حکم پورا کرنے کے بعد واپس چلے گئے تھے۔لوگوں نے ان کو بھی معاف نہیں کیا۔ان کے ساتھ بھی جھوٹی کہانیاں منسوب کرکے عراق کے ایک کنویں میں اللہ سے ہی الٹا لٹکوا دیا۔جو کہ بالکل خرافاتی کہانیاں ہیں۔اور اللہ جل جلالہ پر جھوٹ گھڑ لیا گیا ہے۔

---

حضرت مریمؑ کے پاس بھی فرشتہ انسانی روپ میں آیا۔

فَٱتَّخَذَتْ مِن دُونِهِمْ حِجَابًا فَأَرْسَلْنَآ إِلَيْهَا رُوحَنَا فَتَمَثَّلَ لَهَا بَشَرًا سَوِيًّا ﴿17﴾

سورۃ مریم آیت 17

تواس نے لوگوں کی طرف سے پردہ ڈال لیا پھر ہم نے اس کے پاس اپنے فرشتے کو بھیجا تو وہ اس کے سامنے ٹھیک ایک بشر بن کر نمودار ہوا۔

---

انسان جن اور فرشتے سب عبد ہیں۔جو الگ مخلوقات ہیں اور انسانوں اور جنوں پر شریعت کی پابندی لازم ہے۔مگر ان کو نافرمانی کا اختیار بھی ہے جبکہ فرشتوں پر شریعت کی پابندی لازم نہیں۔ان کو جو کام اللہ کی طرف سے دیا جاتا ہے وہ بجالاتے ہیں۔اللہ کی نافرمانی بالکل نہیں کر سکتے۔
فرشتے اللہ کے حکم کو پورا کرنے کے ساتھ ساتھ اس کی عبادت اور تسبیح و حمد میں ہی مصروف رہتے ہیں۔
وہ کھاتے پیتے بھی کچھ نہیں۔
خضر علیہ السلام کے یہ الفاظ کہ
اے موسیٰؑ۔اللہ نے مجھے جو علم سکھایا ہے وہ تم نہیں جانتے اور اللہ نے تمہیں جو علم سکھایا ہے وہ میں نہیں جانتا

(بخاری۔جلد 2۔صفحہ 618)

یہ حدیث ثابت کرتی ہے کہ خضرؑ کا شریعت کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں تھا جو کہ غیر انسان ہونے کی صورت میں ہی ممکن ہے۔

اور قرآن کی یہ آیات بھی ثابت کرتی ہیں کہ انہوں نے جو تکوینی امور انجام دیئے تھے وہ فرشتہ ہونے کی صورت میں ہی قابلِ عمل سمجھے جاسکتے ہیں۔ شریعت سے ان کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہو سکتا۔

قَالَ إِنَّكَ لَن تَسْتَطِيعَ مَعِيَ صَبْرًا ﴿67﴾ وَكَيْفَ تَصْبِرُ عَلَىٰ مَا لَمْ تُحِطْ بِهِۦ خُبْرًا ﴿68﴾ قَالَ سَتَجِدُنِيٓ إِن شَآءَ ٱللَّهُ صَابِرًا وَلَآ أَعْصِى لَكَ أَمْرًا ﴿69﴾

سورۃ الکھف آیت ٦٧ تا ٦٩

خضر نے) کہا کہ البتہ تم میرے ساتھ ہر گز صبر نہیں کرسکو گے۔ اور تم صبر بھی کیسے کرسکتے ہو اس بات پر جس کی تم کو خبر ہی نہ ہو؟۔ (موسیٰؑ نے) کہا کہ (ان شاء اللہ) اگر اللہ نے چاہا تو تم مجھے صابر ہی پاؤ گے اور میں کسی بات میں بھی تمہاری خلاف ورزی نہیں کروں گا۔

---

١۔ جو کام انسان کے لیے ناجائز ہیں وہ فرشتوں کے لیے جائز ہیں۔

٢۔ انسان کسی کے مال کو نقصان پہنچائے یا کسی بے گناہ انسان کو قتل کردے تو یہ گناہ ہے۔ مگر فرشتے احکام الٰہی کے تحت روزانہ لاکھوں انسانوں کو بے شمار طریقوں سے ہلاک اور آئے دن آفات کے ذریعہ سے انسانی املاک کو تباہ کرتے رہتے ہیں۔ اور کسی کو پتہ بھی نہیں چلتا۔

٣۔ انسانوں میں صرف اسی قدر بدلہ لینے میں کوئی عار نہیں۔ لیکن فرشتے اس سے مبّرا ہوتے ہیں۔

اللہ جل جلالہ نے اسی تدبیرِ الٰہی پر سے ذرا سا پردہ ہٹا کر موسیٰؑ کو دکھا دیا۔ کہ کارکنانِ الٰہی کس طرح چاق

وچوبند اور پورے اہتمام کے ساتھ اپنا کام کر رہے ہوتے ہیں۔اور دنیاداروں کو خبر تک نہیں ہوتی۔ان سب واقعات میں صرف موسیٰؑ اور یوشعؑ لوگوں کو نظر آتے رہے۔خضرؑ تو صرف ان دونوں کو یا صرف موسیٰؑ کو نظر آتے تھے۔اسی لئے تو کشتی والے نے خضرؑ سے کچھ نہیں کہا۔کیونکہ اس نے خضرؑ کو تختہ توڑتے نہیں دیکھا تھا۔وگرنہ لڑائی جھگڑا ہو جاتا۔اور ایسے واقعے کو جسے کوئی فرشتہ پورا کرے۔اتفاقیہ حادثہ کہا جاسکتا تھا۔

اسی طرح جب لڑکے کو مار دیا۔تو خضرؑ کے خلاف کوئی ہنگامہ نہیں کھڑا ہوا۔کیونکہ وہ سوائے ان دونوں کے یا صرف موسیٰؑ کے کسی کو دکھائی نہیں دیتے تھے۔کسی اور نے خضرؑ کو لڑکے کا قتل کرتے نہیں دیکھا تھا۔اور ایسے واقعہ کو جسے کوئی فرشتہ انجام دیتا ہے۔اتفاقیہ حادثہ سے تعبیر کیا جاسکتا تھا۔

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے یہاں یہ بات سمجھائی ہے کہ انسان کے لیے۔خواہ وہ موسیٰؑ جیسا کتنا ہی عظیم الشان پیغمبر ہی کیوں نہ ہو۔اس کی حکمتوں اور مصلحتوں کو سمجھنا کتنا بڑا مشکل کام ہے۔

اُنؑ کو فرشتہ کہنے پر لوگوں کا پہلا اعتراض تو یہ آتا ہے کہ کیا۔عبد۔کا اطلاق فرشتوں پر ہو سکتا ہے یا نہیں تو جواب ہے کہ ہاں ہے۔دیکھیں الزخرف آیت ۱۹

وَجَعَلُوا۟ ٱلْمَلَـٰٓئِكَةَ ٱلَّذِينَ هُمْ عِبَـٰدُ ٱلرَّحْمَـٰنِ إِنَـٰثًا ۚ أَشَهِدُوا۟ خَلْقَهُمْ ۚ سَتُكْتَبُ شَهَـٰدَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُونَ ﴿19﴾

سورۃ الزخرف آیت 19

اورانہوں نے فرشتوں کو جو ربِ الرحمٰن کے بندے ہیں (اللہ کی) بیٹیاں قرار دے رکھا ہے۔ کیا یہ ان کی پیدائش کے وقت (پاس) موجود تھے؟۔ عنقریب ان کی گواہی لکھ لی جائے گی اور ان سے بازپرس کی جائے گی۔

---

دوسرا اعتراض یہ آتا ہے کہ اگر خضرؑ فرشتے تھے تو کھانا کیوں مانگا۔ ذرا غور کریں۔ یہ کہیں سے ثابت نہیں ہوتا کہ ان دو میں خضرؑ شامل ہیں۔ موسیٰؑ اور یوشع دو انسان ہیں جن کا بھوک سے برا حال ہو اور جو اپنا کھانا بھی نہ کھاسکے ہوں (کیونکہ مچھلی تو دریا میں چلی گئ تھی) جب وہ گاؤں میں پہنچیں گے تو بھوک کی شدت میں کیا کریں گے۔ لازمی بات ہے کھانے کا تقاضا کریں گے۔ کھانے کے لئے جو جمع مثنیٰ کا صیغہ استعمال ہوا ہے وہ اس لئے کہ موسیٰؑ اور یوشعؑ دو تھے۔ اگر خضرؑ کو شامل کریں تو تین ہو جائیں گے۔ جن کے لئے مثنیٰ کا صیغہ استعمال نہیں ہو سکتا۔

چونکہ فرشتوں کو کھانے کی حاجت نہیں ہوتی۔ اس لئے اس آیت میں بھی تین یا اس سے زیادہ والا جمع کا صیغہ استعمال نہیں ہوا۔

فَٱنطَلَقَا حَتَّىٰٓ إِذَآ أَتَيَآ أَهْلَ قَرْيَةٍ ٱسْتَطْعَمَآ أَهْلَهَا فَأَبَوْا۟ أَن يُضَيِّفُوهُمَا فَوَجَدَا فِيهَا جِدَارًا يُرِيدُ أَن يَنقَضَّ فَأَقَامَهُۥ ۖ قَالَ لَوْ شِئْتَ لَتَّخَذْتَ عَلَيْهِ أَجْرًا ﴿77﴾

سورۃ الکہف آیت ۷۷-۷۸

پھر دونوں چلے یہاں تک کہ جب دونوں ایک گاؤں والوں پر گزرے توان سے کھانا مانگا۔انہوں نے ان دونوں کی ضیافت سے صاف انکار کر دیا پھر ان دونوں نے وہاں پر ایک دیوار پائی جو گرنے ہی والی تھی تو (خضر نے)اسے (مرمت کرتے ہوئے) سیدھا کھڑا کر دیا۔

---

جس سے ثابت ہوتا ہے کہ گاؤں والوں سے کھانے کی بات موسیٰؑ اور یوشعؑ نے کی تھی۔اِس لئے جمع مثنی کا صیغہ استعمال ہوا ہے کہ ان دونوں نے اپنے لئے کھانا مانگا۔خضرؑ کے لئے نہیں۔

---

حضرت ابراہیمؑ کے جو فرشتے مہمان بن کر آئے تھے وہ بھی انسانی صورت میں آئے تھے۔ان کے ہاتھ جو کھانے کی طرف نہیں بڑھے تو ابراہیمؑ کچھ خوف زدہ سے ہوئے کہ کہیں یہ لٹیرے تو نہیں۔ کیونکہ جہاں واردات کرنی ہوتی تھی اس زمانے کے ڈاکو اس گھر کا نمک نہیں کھاتے تھے۔ان مہمانوں نے نوعیت کو بھانپتے ہوئے اپنا تعارف کروادیا۔ کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے فرشتے ہیں جو انسانی صورت میں آئے ہیں۔پہلے تو خوشخبری دی۔ پھر قومِ لوط پر عذاب کی وعید سنائی۔دیکھئے قرآن کریم کی درج ذیل آیات۔

فَلَمَّا رَءَآ أَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ إِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۚ قَالُوا۟ لَا تَخَفْ إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمِ لُوطٍ ﴿70﴾ ط

سورۃ ہود آیت 70

پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس کھانے تک نہیں پہنچ رہے۔ تو انہیں اجنبی سمجھ کر دل میں ڈر محسوس کیا۔ انہوں نے کہا خوف نہ کر ہم البتہ قومِ لوطؑ کی طرف بھیجے گئے ہیں۔

---

هَلْ أَتَىٰكَ حَدِيثُ ضَيْفِ إِبْرَٰهِيمَ ٱلْمُكْرَمِينَ ﴿24﴾ إِذْ دَخَلُوا۟ عَلَيْهِ فَقَالُوا۟ سَلَٰمًا ۖ قَالَ
سَلَٰمٌ قَوْمٌ مُّنكَرُونَ ﴿25﴾ فَرَاغَ إِلَىٰٓ أَهْلِهِۦ فَجَآءَ بِعِجْلٍ سَمِينٍ ﴿26﴾ فَقَرَّبَهُۥٓ إِلَيْهِمْ
قَالَ أَلَا تَأْكُلُونَ ﴿27﴾ فَأَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيفَةً ۖ قَالُوا۟ لَا تَخَفْ ۖ وَبَشَّرُوهُ بِغُلَٰمٍ
عَلِيمٍ ﴿28﴾

سورۃ الذاریات آیت ۲۴ تا ۲۸

کیا تمہارے پاس ابراہیمؑ کے معزز مہمانوں کی خبر آئی ؟۔ جب وہ اس کے پاس آئے تو سلام کہا۔ اس نے بھی (جواباً) سلام کہہ دیا (اور خیال کیا) کہ کچھ ناآشنا واجنبی لوگ ہیں۔ پس چپکے سے اپنے گھر والوں میں گیا (اور) ایک موٹے سے (بھنے ہوئے) بچھڑے کو لے آیا۔ پھر ان کے قریب رکھ دیا۔ (مگر جب انہوں نے ہاتھ نہ بڑھائے تو) کہنے لگا کہ تم کھاتے کیوں نہیں ؟۔ اور دل ہی دل میں ان سے خوف محسوس کرنے لگا۔ (مہمانوں نے) کہا کہ ڈرو نہیں۔ اور اسے ایک صاحبِ علم بیٹے کی بشارت سنائی۔

---

امام رازی فرماتے ہیں۔

اتفقوا على أن الملائكة لا يأكلون ولا يشربون ولا ينكحون

یعنی تمام علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ فرشتے نہ کھاتے ہیں نہ پیتے ہیں اور نہ ہی نکاح کرتے ہیں۔

۞ قَالَ فَمَا خَطْبُكُمْ أَيُّهَا ٱلْمُرْسَلُونَ ﴿31﴾ قَالُوٓا۟ إِنَّآ أُرْسِلْنَآ إِلَىٰ قَوْمٍ مُّجْرِمِينَ ﴿32﴾ لا
لِنُرْسِلَ عَلَيْهِمْ حِجَارَةً مِّن طِينٍ ﴿33﴾ لا مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ لِلْمُسْرِفِينَ ﴿34﴾

سورۃ الذاریات آیت ۳۱ تا ۳۴

ابراہیمؑ نے کہا کہ اے بھیجے ہوئے (فرشتو) !۔ تمہارا مقصد ومدعا کیا ہے؟۔انہوں نے کہا کہ البتہ ہم مجرم قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں۔تاکہ ہم ان پر کھنگر (سخت مٹی کے پتھر) برسائیں۔جو حد سے بڑھ جانے والوں کے لئے تمہارے رب کی طرف سے نشان زدہ ہیں۔

---------------------------------------------------------

پھر وہیؑ فرشتے خوبصورت لڑکوں کے روپ میں قومِ لوط کی طرف گئے تھے۔تو ساری قوم ان کے لئے امڈ آئی۔ اور یہ لوگ پہلے سے ہی ایسی بدکاریوں کے عادی ہو رہے تھے۔اسی لئے عذاب نے آ پکڑا۔

وَلَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوطًا سِيٓءَ بِهِمْ وَضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَقَالَ هَٰذَا يَوْمٌ
عَصِيبٌ ﴿77﴾ وَجَآءَهُۥ قَوْمُهُۥ يُهْرَعُونَ إِلَيْهِ وَمِن قَبْلُ كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ ٱلسَّيِّـَٔاتِ ۚ قَالَ
يَٰقَوْمِ هَٰٓؤُلَآءِ بَنَاتِى هُنَّ أَطْهَرُ لَكُمْ ۖ فَٱتَّقُوا۟ ٱللَّهَ وَلَا تُخْزُونِ فِى ضَيْفِىٓ ۖ أَلَيْسَ
مِنكُمْ رَجُلٌ رَّشِيدٌ ﴿78﴾ قَالُوا۟ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِى بَنَاتِكَ مِنْ حَقٍّ وَإِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا
نُرِيدُ ﴿79﴾ قَالَ لَوْ أَنَّ لِى بِكُمْ قُوَّةً أَوْ ءَاوِىٓ إِلَىٰ رُكْنٍ شَدِيدٍ ﴿80﴾ قَالُوا۟ يَٰلُوطُ إِنَّا
رُسُلُ رَبِّكَ لَن يَصِلُوٓا۟ إِلَيْكَ ۖ فَأَسْرِ بِأَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ ٱلَّيْلِ وَلَا يَلْتَفِتْ مِنكُمْ أَحَدٌ
إِلَّا ٱمْرَأَتَكَ ۖ إِنَّهُۥ مُصِيبُهَا مَآ أَصَابَهُمْ ۚ إِنَّ مَوْعِدَهُمُ ٱلصُّبْحُ ۚ أَلَيْسَ ٱلصُّبْحُ
بِقَرِيبٍ ﴿81﴾ فَلَمَّا جَآءَ أَمْرُنَا جَعَلْنَا عَٰلِيَهَا سَافِلَهَا وَأَمْطَرْنَا عَلَيْهَا حِجَارَةً مِّن
سِجِّيلٍ مَّنضُودٍ ﴿82﴾ لا مُّسَوَّمَةً عِندَ رَبِّكَ ۖ وَمَا هِىَ مِنَ ٱلظَّٰلِمِينَ بِبَعِيدٍ ﴿83﴾ 7ع

سورۃ ہود آیت ۷۷ تا ۸۳

اور جب ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) لوطؑ کے پاس پہنچے تو وہ ان کے آنے پر غمگین ہو گیا۔ اور دل میں تنگی محسوس کرنے لگا اور کہا کہ آج کا دن بڑا ہی مشکل ہے۔ اور اس کی قوم اس کے پاس بے اختیار دوڑتی ہوئی آئی اور یہ لوگ پہلے سے ہی ایسی بدکاریوں کے عادی ہو رہے تھے۔ لوطؑ نے کہا کہ اے میری قوم یہ میری (قوم کی) بیٹیاں ہیں یہ تمہارے لئے (جائز اور) پاک ہیں۔ پس تم اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں

(کے بارے) میں مجھے ذلیل ورسوانہ کرو۔ کیاتم میں کوئی بھی بھلاآدمی نہیں ہے۔انہوں نے کہاکہ البتہ یقیناًتو یہ جانتاہے کہ ہمیں تیری (قوم کی) بیٹیوں سے کچھ بھی غرض نہیں۔اور البتہ تجھے (خوب) معلوم ہے جوکچھ ہماری اصل چاہت ہے۔لوطؑ نے کہاکہ اے کاش ! ۔کہ مجھ میں تمہارے مقابلے کی کچھ سکت ہوتی یا یہ کہ میں کسی مضبوط قلعے (یا پائیدار سہارے) کی پناہ لے سکتا۔ (مہمان فرشتوں نے) کہاکہ اے لوطؑ ! ۔بیشک ہم تیرے رب کے بھیجے ہوئے (فرشتے) ہیں یہ لوگ ہر گز تم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔پس کچھ حصہ رات رہ جائے تو اپنے لوگوں کو لے کر نکل جانا۔اور تم میں سے کوئی پیچھے مڑ کر نہ دیکھے مگر تیری بیوی کہ۔بلاشبہ اس پر بھی وہی آفت آنے والی ہے جو ان پر آئے گی۔البتہ ان کے وعدے کاوقت صبح کاہے اور کیا صبح کاوقت نزدیک ہی نہیں ہے؟۔پھر جب ہمارا حکم (عذاب) آپہنچا تو ہم نے اس بستی کو الٹ پلٹ کرکے رکھ دیااور ان پر کنکر والے تہہ بہ تہہ پتھر مسلسل برسائے۔جن میں سے ہر کنکر تیرے رب کی طرف سے نشان زدہ تھا۔اور وہ (بستی تو) ان ظالم لوگوں سے کچھ بھی دور نہیں۔

---

إِنَّآ أَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ حَاصِبًا إِلَّآ ءَالَ لُوطٍ ۖ نَّجَّيْنَٰهُم بِسَحَرٍ ﴿34﴾ لا نِّعْمَةً مِّنْ عِندِنَا ۚ
كَذَٰلِكَ نَجْزِى مَن شَكَرَ ﴿35﴾ وَلَقَدْ أَنذَرَهُم بَطْشَتَنَا فَتَمَارَوْا۟ بِٱلنُّذُرِ ﴿36﴾ وَلَقَدْ رَٰوَدُوهُ
عَن ضَيْفِهِۦ فَطَمَسْنَآ أَعْيُنَهُمْ فَذُوقُوا۟ عَذَابِى وَنُذُرِ ﴿37﴾

### سورۃ القمر آیت ۳۴ تا ۳۷

البتہ ہم نے ان پر کنکر بھری آندھی بھیج دی مگر لوطؑ کے گھر والے کہ ان کو ہم نے سحر کے وقت بچالیا تھا۔ اپنے فضل و کرم سے (ہی بچایا تھا)۔ شکر کرنے والوں کو ہم ایسا ہی بدلہ دیا کرتے ہیں۔ اور البتہ یقیناً لوطؑ نے ان کو ہماری پکڑ سے آگاہ کر دیا تھا مگر انہوں نے آگاہی میں شک کر لیا۔ اور البتہ یقیناً اس سے اس کے مہمانوں کو چھین لینا چاہا تو ہم نے ان کی آنکھیں ہی موند ڈالیں۔ پس (اب) میرے عذاب اور میری آگاہی کے مزے چکھو۔

-----------------------------------------------

اگر خضرؑ کا شمار انسانوں میں کیا جائے تو قرآن کی آیت قطعیت کے ساتھ یہ کہہ دیتی ہے کہ۔

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّن قَبْلِكَ ٱلْخُلْدَ ۖ أَفَإِيْن مِّتَّ فَهُمُ ٱلْخَٰلِدُونَ﴿34﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ۗ وَنَبْلُوكُم بِٱلشَّرِّ وَٱلْخَيْرِ فِتْنَةً ۖ وَإِلَيْنَا تُرْجَعُونَ﴿35﴾

### سورۃ الانبیاء آیت ۳۴۔۳۵

اور ہم نے تم سے پہلے کسی بشر کو ہمیشہ کی زندگی نہیں دی۔ پھر کیا اگر تم مر جاؤ تو یہ لوگ ہمیشہ رہنے والے ہیں؟۔ ہر ایک متنفس کو موت کا ذائقہ چکھنا ہی ہے۔ اور ہم تمہیں برائی اور اچھائی کے ساتھ آزماتے ہیں اور (پھر) تم ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔



https://quranexcel.com

---

اسی آیت سے علماء کرام نے استدلال کیا ہے کہ اگر خضر علیہ السلام انسان تھے تو وفات پا چکے ہیں۔ اور یہ بات جو لوگوں میں رائج ہے کہ وہ اب تک زندہ ہیں بالکل غلط ہے۔ کیونکہ۔ نبی تھے یا ولی تھے یا رسول تھے۔ تینوں صورتوں میں انسان ہونا لازم آتا ہے۔

اور ایک یہ آیت بھی ہے کہ ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہے۔

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ ٱلْمَوْتِ ۖ ثُمَّ إِلَيْنَا تُرْجَعُونَ ﴿57﴾

سورۃ العنکبوت آیت 57

ہر متنفس کو موت کا مزہ چکھنا ہی ہے۔ پھر تم سب ہماری ہی طرف لوٹائے جاؤ گے۔

---

اور قرآن کی یہ آیت بھی وضاحت کر دیتی ہے کہ سب کے لئے فنا ہے۔

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ ﴿26﴾ ج صلے وَيَبْقَىٰ وَجْهُ رَبِّكَ ذُو ٱلْجَلَٰلِ وَٱلْإِكْرَامِ ﴿27﴾ ج

سورۃ الرحمٰن آیت ۲۶-۲۷

جو بھی اس (زمین) پر ہے سب فنا ہونے والا ہے۔ اور تمہارے رب کا جاہ و جلال والا اور نہایت عزت واکرام والا چہرا ہی باقی رہنے والا ہے۔

---



https://quranexcel.com

فرشتوں کے لئے بھی فنا ہے۔ لیکن قیامت تک وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کرتے رہیں گے۔ قیامت والے دن اللہ کی منشا کے مطابق ان کے لئے بھی فنا ہے۔ پھر ان کو بھی از سرِ نو پہلے جیسا ہی بنایا جائے گا۔ اور قرآن کی درج ذیل آیات بتاتی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی مہربانی ہے کہ وہ اور اس کے فرشتے انسانوں پر رحمت بھیجتے ہیں اور دنیا میں انسانوں کی مدد کرنے کو بھی آتے رہتے ہیں۔ وہ اپنا تعارف وغیرہ نہیں کرواتے مگر مدد اور حفاظت کرنے پر مامور ہوتے ہیں۔ اس پر بھی انسان کو اللہ جل شانہ کا مشکور ہی رہنا چاہیئے۔

هُوَ ٱلَّذِى يُصَلِّى عَلَيْكُمْ وَمَلَٰٓئِكَتُهُۥ لِيُخْرِجَكُم مِّنَ ٱلظُّلُمَٰتِ إِلَى ٱلنُّورِ ۚ وَكَانَ بِٱلْمُؤْمِنِينَ رَحِيمًا ﴿43﴾

سورۃ الأحزاب آیت 43

وہی تو ہے جو تم پر اپنی رحمت بھیجتا ہے اور اس کے فرشتے بھی تاکہ تم کو ظلمت کے اندھیروں سے نکال کر نورِ ہدایت کی طرف لے جائے۔ اور اللہ مومنوں پر بہت مہربان ہے۔

---

وَهُوَ ٱلْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهِۦ ۖ وَيُرْسِلُ عَلَيْكُمْ حَفَظَةً حَتَّىٰٓ إِذَا جَآءَ أَحَدَكُمُ ٱلْمَوْتُ تَوَفَّتْهُ رُسُلُنَا وَهُمْ لَا يُفَرِّطُونَ ﴿61﴾

سورۃ الأنعام آیت 61

اور وہ (اللہ) ہی تو ہے۔ جو اپنے بندوں پر پوری طرح سے قدرت رکھتا ہے۔ اور تم پر حفاظت کرنے والے فرشتے بھی بھیجتا ہے یہاں تک کہ جب تم میں سے کسی کو موت آ جاتی ہے تو ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے اس کی روح قبض کر لیتے ہیں اور وہ کسی طرح کی بھی کوتاہی نہیں کرتے۔

---

لَهُۥ مُعَقِّبَٰتٌ مِّنۢ بَيۡنِ يَدَيۡهِ وَمِنۡ خَلۡفِهِۦ يَحۡفَظُونَهُۥ مِنۡ أَمۡرِ ٱللَّهِۗ إِنَّ ٱللَّهَ لَا يُغَيِّرُ مَا بِقَوۡمٍ حَتَّىٰ يُغَيِّرُواْ مَا بِأَنفُسِهِمۡۗ وَإِذَآ أَرَادَ ٱللَّهُ بِقَوۡمٖ سُوٓءٗا فَلَا مَرَدَّ لَهُۥۚ وَمَا لَهُم مِّن دُونِهِۦ مِن وَالٍ ﴿11﴾

سورۃ الرعد آیت 11

ہر شخص پر اس کے آگے اور پیچھے نگہبان فرشتے (مقرر) ہیں جو اللہ کے حکم سے اس کی حفاظت کرتے ہیں۔ بیشک اللہ کسی قوم کی حالت نہیں بدلتا جب تک وہ خود اپنے آپ کو نہ بدلیں۔ اور جب اللہ کسی قوم کو (اس کے اعمال کی پاداش میں) عذاب دینا چاہے پھر اسے کوئی بھی نہیں روک سکتا۔ اور اللہ کے مقابل کوئی بھی ان کا ولی محافظ نہیں ہو سکتا۔

---

إِنَّ ٱلَّذِينَ قَالُوا۟ رَبُّنَا ٱللَّهُ ثُمَّ ٱسْتَقَٰمُوا۟ تَتَنَزَّلُ عَلَيْهِمُ ٱلْمَلَٰٓئِكَةُ أَلَّا تَخَافُوا۟ وَلَا تَحْزَنُوا۟ وَأَبْشِرُوا۟ بِٱلْجَنَّةِ ٱلَّتِى كُنتُمْ تُوعَدُونَ ﴿30﴾

سورة فصلت آیت 30

یقینی طور پر جن لوگوں نے کہا کہ ہمارا رب اللہ ہے پھر وہ اس پر جم کر ثابت قدم رہے ان پر فرشتے نازل ہوتے ہیں (جو کہتے ہیں) کہ نہ تو تم ڈرو اور نہ ہی غم کرو اور اس جنت کی بشارت پر خوش ہو جاؤ جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔

---

فرشتے انسانی روپ میں پہلے بھی لوگوں کی مدد و حفاظت کے لئے آتے رہے۔ اب بھی آتے رہتے ہیں۔ اور آئندہ بھی آتے رہیں گے۔ اب اگر کوئی ان کو خضر علیہ السلام کا نام دے دے اور پھر ان واقعات کو نمک مرچ لگا کر جھوٹ سچ ملا کر کچھ کا کچھ بنا کر پیش کرے تو روزِ قیامت اپنی اس اختراع پر خود ہی جواب دہ ہوگا کوئی دوسرا نہیں۔ اور جو لوگ ان پر یقین کی حد تک اعتبار کریں گے ان کے لئے بھی یہ اس وقت نقصان کا باعث ہو جائے گا جب وہ اس کو بنیاد بنا کر کسی محترم ہستی کو نشانہ بنائیں گے۔

ان آیات کے پیش نظر اگر ان کو فرشتہ سمجھ لیا جائے تو اس سے کسی بھی اولوالعزم ہستی پر گستاخی کا احتمال تک نہیں رہ جاتا۔ اور ایسا سمجھنا صرف ایک رائے کا درجہ ہی


https://quranexcel.com

تور کھتا ہے۔انہیں کچھ بھی سمجھ لیں۔ مگراس پر زور وزبردستی سے بات منوانا مقصد نہیں ہونا چاہیئے۔بس اس رائے کو اختیار کرنا سب سے مناسب ہے جس پر کوئی منفی پہلو نہ نکلتا ہو اور کسی کی بھی تضحیک کا باعث نہ بنتا ہو۔